ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
مارچ 2020ء جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 03

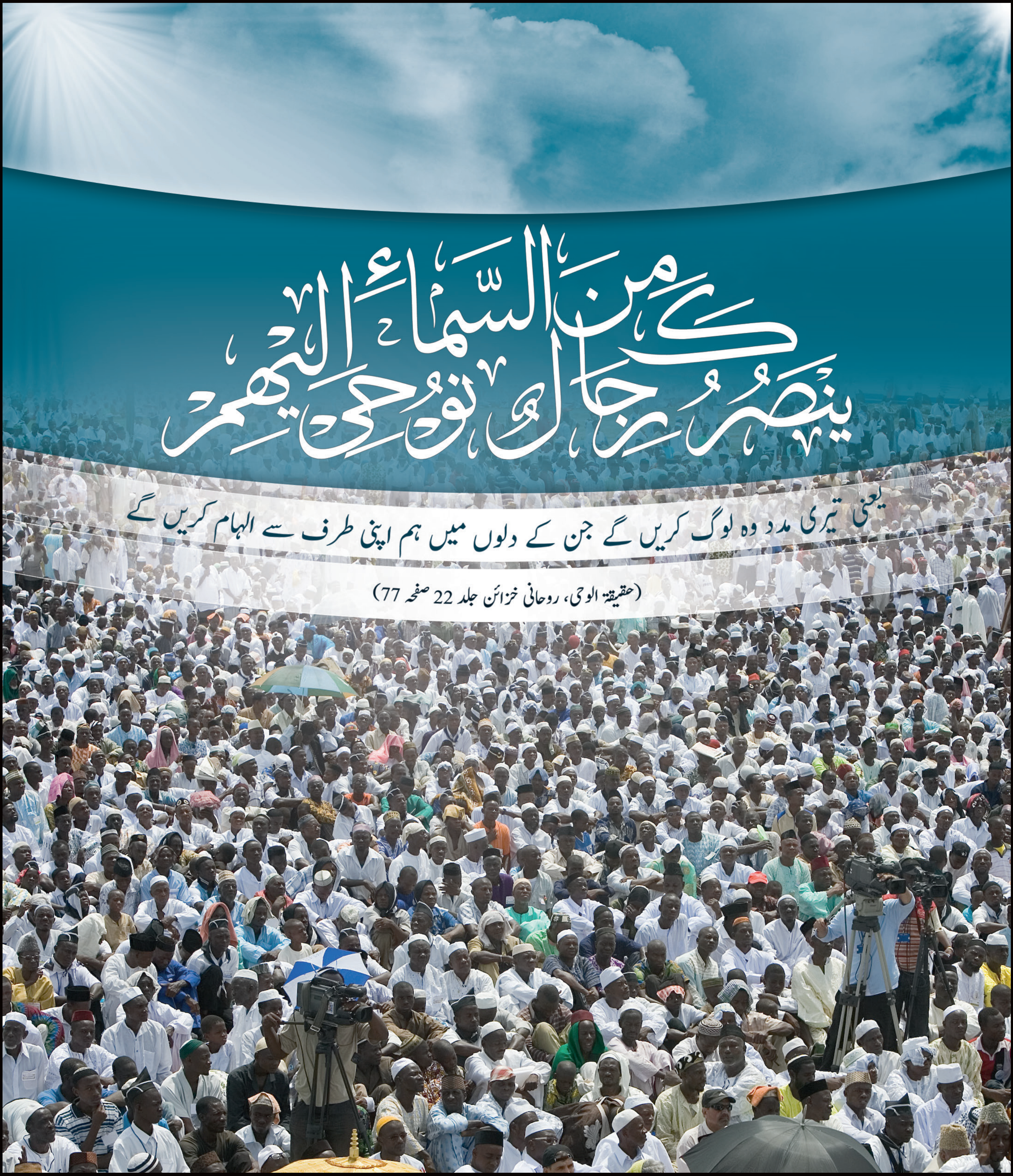

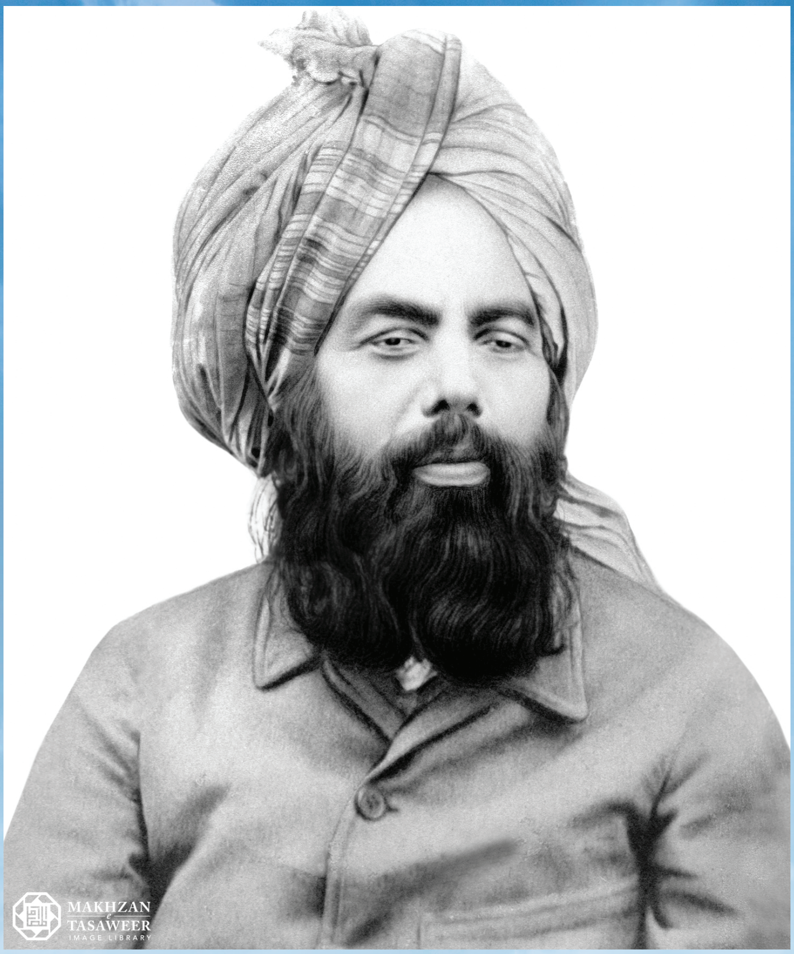

”اے شک کرنے والو! آسمانی فیصلہ کی طرف آجاؤ اے بزرگو! اے مولویو! اے قوم کے منتخب لوگو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کی آنکھیں کھولے غیظ اور غضب میں آکر حد سے مت بڑھو۔ میری اس کتاب کے دونوں حصّوں کو غور سے پڑھو کہ ان میں نور اور ہدایت ہے۔ خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی زبانوں کو تکفیر سے تھام لو۔ خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں ایک مسلمان ہوں۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْبَعْثِ بَعْدَالْمَوتِ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا تَقُوْلُوا لَسْتَ مُسْلِماً وَاتَّقُوا الْمَلِکَ الَّذِی اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ اور اگر اب بھی اس کتاب کے پڑھنے کے بعد شک ہے تو آؤ آزما لو خدا کس کے ساتھ ہے۔ اے میرے مخالف الرائے مولویو اور صوفیو! اور سجادہ نشینو!!! جو مُکفِّر اور مُکذِّب ہو مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ لوگ مل جل کر یا ایک ایک آپ میں سے اُن آسمانی نشانوں میں میرا مقابلہ کرنا چاہیں جو اولیاء الرحمٰن کے لازم حال ہوا کرتے ہیں تو خدائے تعالیٰ تمہیں شرمندہ کرے گا اور تمہارے پردوں کو پھاڑ دے گا اور اس وقت تم دیکھو گے کہ وہ میرے ساتھ ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے؟ کہ اس آزمائش کے لئے میدان میں آوے اور عام اعلان اخباروں کے ذریعہ سے دے کر ان تعلقات قبولیت میں جو میرا رب میرے ساتھ رکھتا ہے اپنے تعلقات کا موازنہ کرے یاد رکھو کہ خدا صادقوں کا مددگار ہے وہ اسی کی مدد کرے گا جس کو وہ سچا جانتا ہے چالاکیوں سے باز آجاؤ کہ وہ نزدیک ہے۔ کیا تم اس سے لڑو گے؟ کیا کوئی متکبرانہ اچھلنے سے درحقیقت اونچا ہو سکتا ہے کیا صرف زبان کی تیزیوں سے سچائی کو کاٹ دو گے اس ذات سے ڈرو جس کا غضب سب غضبوں سے بڑھ کر ہے اِنَّہٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّہٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَھَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی [1]

النّاصح

خاکسار۔ غلام احمد قادیانی از لودیانہ محلہ اقبال گنج“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 102)

[1] (طٰہٰ:75)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

چودھویں صدی ہجری میں امت مسلمہ کی حالت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ ملت اسلامیہ کے ہمدرد رہنما پکار رہے تھے کہ ’’اُمّت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے‘‘ اور بڑے دکھ اور تکلیف کے ساتھ یہ اظہار کر رہے تھے کہ ’’جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے، پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے‘‘۔ گویا **ظھر الفساد فی البرّ و البحر** کا منظر سارے عالمِ اسلام پر چھایا ہوا تھا، ہر طرف اس قدر تاریکی تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا۔ زمانہ کی اس حالت کی ایک بہت بڑی وجہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں کدورت واقع ہو جانا تھی، دعا سے ایمان اُٹھ گیا تھا اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کے مکالمہ و مخاطبہ کا انکار اعتقاد کا حصہ بن گیا تھا اور تمام عالم اسلام وحی و الہام کا دروازہ مکمل طور پر بند کر کے بیٹھ گیا تھا۔ نتیجتاً اس کی انتہائی شکل موجودہ خود ساختہ عقیدہ ختم نبوت کی صورت میں منظر عام پر آئی۔ اِن حالات میں پیشگوئیوں کے عین مطابق امت کی اِس ڈوبتی ناؤ کو سنبھالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خاص کشتی بان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مقرر فرمایا جنہوں نے سب سے اوّل خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق کا مضمون دنیا کے سامنے پیش کر کے ڈنکے کی چوٹ اعلان فرمایا۔

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم   اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

آپ نے براہین احمدیہ کے عنوان سے ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی اور اس میں زندہ خدا کا یہ تصور پیش فرمایا کہ وہ آج بھی اُسی طرح بولتا ہے جس طرح کل بولتا تھا۔ وہ اپنے بندوں کی وحی و الہام اور سچی خوابوں کے ذریعہ آج بھی رہنمائی فرماتا ہے۔ اس دعویٰ کے ثبوت میں حضورؑ نے اپنے سینکڑوں الہامات اور کشوف و رؤیا پیش فرمائے۔ انہی میں سے غیر معمولی نتائج وثمرات کا حامل ایک الہام یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡ اِلَیۡھِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ بھی ہے۔ یہ الہام اُس وقت ہوا تھا جب آپ ایک کوردِہ میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے، کسی کو قادیان کی خبر تک نہ تھی۔ لیکن آپ کو اس کی سچائی پر اس قدر ایمان و یقین تھا کہ آپ نے اُسی زمانہ میں فرمایا:

’’میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چُپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں اپنا کام بند نہیں کر سکتے‘‘۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 ص 11 حاشیہ)

اسی طرح آپ نے بڑے یقین اور وثوق کے ساتھ فرمایا:

’’وہ وقت دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے کہ جب تم فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اُترتی اور ایشیا اور یورپ اور امریکہ کے دلوں پر نازل ہوتی دیکھو گے‘‘۔ (ایضاً صفحہ 13 حاشیہ)

چنانچہ آج ساری دنیا میں ان پیش خبریوں کے پورا ہونے کے نظارے ہم دیکھتے ہیں۔ زیر نظر شمارہ میں دنیا کے مختلف براعظموں میں رونما ہونے والے ایسے اَن گِنت واقعات میں سے چند بطور مشتے از خروارے ہدیۂ قارئین کئے جا رہے ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اخبار احمدیہ

رجب 1441 ہجری قمری | مارچ 2020ء | جلد نمبر 21 | شمارہ نمبر 03 | امان 1399 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04 قال اللہ، قال الرسول ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام

05 تبرکات

06 ہو سکے تو خود بنو مہدی بحکم کردگار

07 اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

13 انسانی اعمال اور تقدیر الٰہی

16 ایک یادگار پاکیزہ منظوم کلام

17 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عرب اصحاب رضی اللہ عنہم

21 حضرت محمد عبد الحق صاحب رضی اللہ عنہ

24 حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالاتِ زندگی اور خدماتِ اسلام

26 جماعت احمدیہ جرمنی کی تبلیغی سرگرمیاں

27 آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا

30 تُرک قوم سے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والے السابقون الاولون

31 ارض بلالؓ سے تائید و نصرت کی ہوائیں

34 جرمنی کے شہر ہاناؤ میں نسل پرستانہ دہشت گردی

35 اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

38 سفر ہدایت

42 جرمنی میں سیاسی بھونچال!

44 میرے محسن والدین

47 کورونا وائرس

سرورق پر بھی خطاطی مکرم فرہاد احمد غفار صاحب مربی سلسلہ کی کاوش ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی، ریحان رشید

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ٹائٹل و ڈیزائننگ

مرزا لطف القدوس، احسان اللہ ظفر

کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

مینیجر

سید افتخار احمد

پتہ

شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی

Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main,Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

17

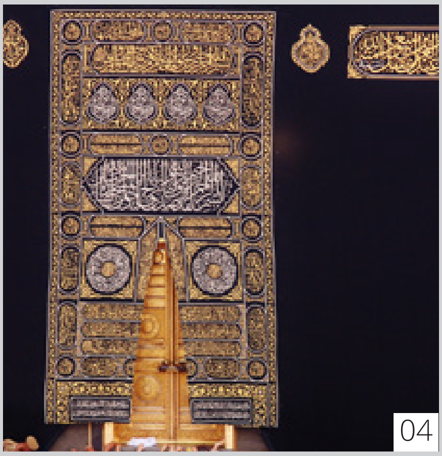
04

44

25

21

07

36

38

46

32

قال اللہ جل جلالہ

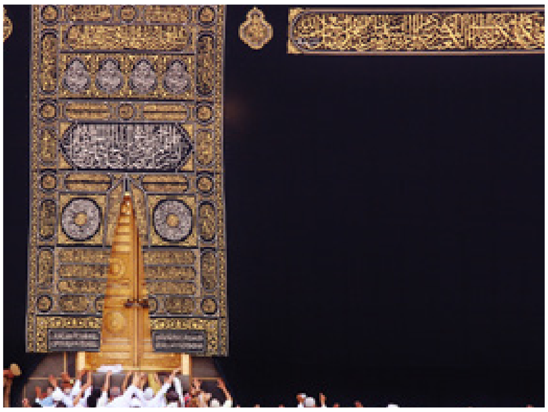

وَ لَقَدۡ سَبَقَتۡ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِیۡنَ۝ اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ۝
وَ اِنَّ جُنۡدَنَا لَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ۝

(الصافات:174-172)

اور بلاشبہ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے حق میں ہمارا (یہ) فرمان گزر چکا ہے۔ (کہ) یقیناً وہی ہیں جنہیں نصرت عطا کی جائے گی۔ اور یقیناً ہمارا لشکر ہی ضرور غالب آنے والا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دراربعین مذکور آمدہ است خروج از قریہ کدعہ باشد

لِقَوۡلِ النَّبِیّ صلی اللہ علیہ وسلم یَخۡرُجُ الۡمَهۡدِیُّ مِنۡ قَرۡیَةٍ یُقَالُ لَهَا کَدۡعَهۡ وَ یُصَدِّقُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ یَجۡمَعُ اَصۡحَابَهُ مِنۡ اَقۡصَی الۡبِلَادِ عَلٰی عِدَّةِ اَهۡلِ بَدۡرٍ بِثَلَاثِ مِائَةٍ وَّ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً وَ مَعَهُ صَحِیۡفَةٌ مَخۡتُوۡمَةٌ فِیۡهَا عَدَدُ اَصۡحَابِهِ بِاَسۡمَاۤئِهِمۡ وَ بِلَادِهِمۡ وَ خِلَالِهِمۡ۔

(جواہر الاسرار قلمی صفحہ 56 مصنفہ حضرت شیخ علی حمزہ بن علی الملک الطوسی 840ھ)

اربعین میں یہ روایت بیان ہوئی ہے کہ (مہدی کا) خروج کدعہ نامی بستی سے ہوگا۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ’مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدیؑ کی تصدیق کرے گا۔ اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ 313 ہوں گے۔ اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے‘۔ (ترجمہ از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قال المسیح الموعود علیہ الصلوۃ والسلام

چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعودؑ کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ 313 اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہوگئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پہلے اس سے امت مرحومہ میں کوئی ایسا شخص پیدا نہیں ہوا کہ جو مہدویت کا مدعی ہوتا اور اس کے وقت میں چھاپہ خانہ بھی ہوتا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب بھی ہوتی جس میں تین سو تیرہ 313 نام لکھے ہوئے ہوتے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر یہ کام انسان کے اختیار میں ہوتا تو اس سے پہلے کئی جھوٹے اپنے تئیں اس کا مصداق بنا سکتے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ خدا کی پیشگوئیوں میں ایسی فوق العادت شرطیں ہوتی ہیں کہ کوئی جھوٹا ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور اس کو وہ سامان اور اسباب عطا نہیں کئے جاتے جو سچے کو عطا کئے جاتے ہیں۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 324)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"خدا تعالیٰ نے مجھے الہام کیا تھا کہ یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ۔ یَاۡتِیۡکَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ۔ یَاۡتُوۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ۔ وَلَا تُصَعِّرۡ لِخَلۡقِ اللّٰہِ وَلَا تَسۡـَٔمۡ مِّنَ النَّاسِ۔

یعنی ہم لوگوں کے دل میں وحی کر دیں گے اور وہ تیری مدد کریں گے بڑے بڑے دور دراز راہوں سے تیرے پاس لوگ آئیں گے تم خلق کے ہجوم سے جو تیرے گرد جمع ہوگی۔ تنگ مت آنا اور لوگوں سے تھکنا مت۔ یہ ایسے وقت کی باتیں ہیں جب میں بالکل گمنام تھا۔ اور کوئی آدمی میرے ساتھ نہ تھا۔ میرے گاؤں سے باہر کوئی بھی مجھے جانتا نہ تھا اور کوئی انسان اس بات پر یقین نہیں لاسکتا تھا کہ ایسی کشش لوگوں کو ہوگی کہ وہ قادیان جیسی گمنام بستی میں دور دراز سے کھنچے چلے آئیں گے سو ہم دیکھ رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے کلمات کس طرح صفائی سے پورے ہو رہے ہیں۔ ایسے ایسے علاقوں سے لوگ آتے ہیں کہ جہاں ہمارے وہم وگمان میں بھی ہماری تبلیغ کا نام ونشان نہیں ہوتا اور اس عقیدت اور اخلاص سے آتے ہیں کہ ہم کو اُن کے اخلاص وعقیدت پر رشک آتا ہے"۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 573)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"اس زمانہ میں جبکہ اسلام بہت ضعیف ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے ایک فرستادہ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری دوبارہ سنائی ہے کہ اس طرف سے اسلام کے واسطے فتح و نصرت کا وقت پھر آ گیا ہے۔ اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوں گے اور اسلامیوں میں وہی روحانیت پھونکی جائے گی۔ مبارک ہیں وہ جو تکبر نہ کریں اور خدا کے کام کی عزت کریں"۔

(حقائق الفرقان جلد 4 ص 533)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"خدا تعالیٰ کے نبی غریب ہوتے ہیں مگر وہ مانگتے کسی سے نہیں۔ خدا تعالیٰ خود ان کے لئے لوگ کے دلوں میں تحریک کرتا ہے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ ایسے لوگ آپ کی مدد کریں گے جن کو ہم وحی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں وحی کرتا تھا اور وہ آپ کے پاس آتے تھے...... یہ وحی الٰہی ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کے لئے خود دوسروں کو تحریکیں کرتا ہے، پس یہ مت سمجھو کہ ہمارا رزق ہمارے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ اگر توکل سے کام لو تو اللہ تعالیٰ ضرور کشائش کر دے گا...... جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہوجاتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے لئے بہت زیادہ سامان کر دیتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا کی قسم میں نے خدا تعالیٰ کے کسی نیک بندے کی سات پشتوں تک کسی کو فاقہ سے مرتے نہیں دیکھا"۔ (خطبات محمود جلد 23 ص 401-400)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

"آج غلبہ اسلام کی جو خوشبو ہم سونگھ رہے ہیں۔ وہ ہماری قربانیوں کا نتیجہ نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اُس پیار کا نتیجہ ہے جو جماعت سے وہ کرتا ہے اور وہ خوشبو اللہ تعالیٰ کی محبت کے عطر کی خوشبو ہے۔ دُنیا جب اسے سونگھتی ہے تو اس طرف متوجہ ہوتی ہے، دنیا کی آنکھ جب معجزانہ پیار کو مشاہدہ کرتی ہے تو لوگوں کا دل اس طرف مائل ہوتا ہے"۔

(خطبات ناصر جلد سوم ص 483)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"اللہ تعالیٰ نے رات رؤیا میں ایک خوشخبری دی اور وہ خوشخبری میں چاہتا ہوں جماعت کو آج بتا دوں کیونکہ وہ دراصل جماعت کی ہی خوشخبری ہے۔

میں نے دیکھا کہ کثرت کے ساتھ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا میں دوسری جگہوں پر بھی لوگوں میں جماعت کی نصرت کی توجہ پیدا ہو رہی ہے..... جب رؤیا سے آنکھ کھلی تو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام تعبیر کے طور پر میری زبان پہ جاری تھا کہ یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ (تذکرہ:39)...میں امید رکھتا ہوں کہ اس نئی صدی کے پہلے سال میں اس رؤیا کا دکھایا جانا محض کسی عارضی مفاد سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ آئندہ زمانے میں جماعت کی نصرت کا خیال قوموں میں لہر در لہر، موج در موج اٹھے گا اور مختلف ملکوں میں خدا تعالیٰ غیروں کے دل میں بھی جماعت کی تائید میں اٹھ کھڑے ہونے کے لئے ایک حرکت پیدا کرے گا ایک توجہ پیدا فرمائے گا اور کثرت کے ساتھ انشاء اللہ جماعت کو ایسے انصار ملیں گے جو جماعت سے نہ بھی تعلق رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع (یعنی وحی بعض دفعہ خفی بھی ہوتی ہے ضروری نہیں کہ الہام کی شکل میں لفظوں میں وہ ظاہر ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے چلنے والی تحریکات کی روشنی میں) ان کے دل جماعت کی مدد کے لئے متوجہ ہوں گے"۔

(خطبات طاہر جلد 9 ص 25)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

"یہ خاص فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید و نصرت کا ایک نظارہ ہے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کے نئے نئے پہلو واضح ہوتے ہیں کہ یَنۡصُرُکَ رِجَالٌ نُّوۡحِیۡ اِلَیۡہِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ۔ یعنی میں تیری مدد ایسے لوگوں کے ذریعے کروں گا جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ ان میں سے اکثریت وہ ہے جن میں خدا تعالیٰ نے حق کی تلاش کا جوش پیدا کیا۔ پھر اُن کا جماعت سے کسی ذریعہ سے رابطہ ہوا اور احمدیت اور حقیقی اسلام کی خوبصورت تعلیم نے اُن کے دلوں میں گھر کر لیا"۔ (خطبہ جمعہ 8/ جولائی 2011ء)

ہو سکے تو خود بنو مہدی بحکمِ کردگار

جن میں آیا ہے مسیحِ وقت وہ مُنکر ہوئے
مر گئے تھے اِس تمنّا میں خواصِ ہر دیار

مَیں نہیں رکھتا تھا اِس دعویٰ سے اِک ذرّہ خبر
کھول کر دیکھو بَراہیں کو کہ تا ہو اِعتبار

گر کہے کوئی کہ یہ منصب تھا شایانِ قریش
وہ خُدا سے پوچھ لے میرا نہیں یہ کاروبار

مجھ کو بس ہے وہ خدا عہدوں کی کچھ پَروا نہیں
ہو سکے تو خود بنو مہدی بحکمِ کردگار

افترا لعنت ہے اور ہر مفتری ملعون ہے
پھر لعیں وُہ بھی ہے جو صادق سے رکھتا ہے نقار

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حَیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

اِن نشانوں کو ذرا سوچو کہ کس کے کام ہیں
کیا ضرورت ہے کہ دکھلاؤ غضب دیوانہ وار

مُفت میں ملزم خدا کے مت بنو اَے مُنکرو
یہ خدا کا ہے نہ ہے یہ مُفتری کا کاروبار

یہ فتوحاتِ نمایاں یہ تواتر سے نشاں
کیا یہ ممکن ہیں بشر سے کیا یہ مکّاروں کا کار

انتخاب از مناجات اور تبلیغ حق۔ درثمین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے

اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رؤیا کشوف کی ایمان افروز روایات

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں نے آپ کے سامنے پیش کرنے کے لئے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ روایات لی ہیں جو اُن کے رؤیا و کشوف کے بارے میں ہیں۔ پہلی روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ کی ہے۔ یہ کچھ دیر قادیان رہنے کے لئے آئے۔ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہے تو (وہاں کے) جو مختلف واقعات تھے، ان کی ایک روایت پیچھے چلتی آرہی ہے۔ اُس کے بعد آگے بیان کرتے ہیں کہ پانچ چھ روز کے بعد میں رخصت ہو کر واپس آ گیا (یعنی قادیان سے واپس چلے گئے)۔ واپس اپنے گھر آ کر، اپنے علاقے میں آ کر میں نے تبلیغ شروع کر دی۔ سب سے پہلے مَیں اپنے استاد صاحب کے پاس بغرض تبلیغ پہنچا۔ رات کے وقت اُن کو اور (اُن کے ساتھی تھے) میاں لال دین صاحب آرائیں، جو وہاں کے باشندے تھے، اُنہیں تبلیغ کی۔ کہتے ہیں اُسی رات جب میں نماز پڑھ کر سویا تو خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام کی کمر میں ایک کمر بند باندھا ہوا تھا اور نہایت چُستی سے میرے دائیں ہاتھ کو پکڑ کر بڑی تیزی سے مجھے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ مدینہ شریف میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں بیوت مبارک تھے، (جہاں اُن کے گھر تھے، وہاں انہوں نے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کھڑا کر دیا اور (پھر کہتے ہیں کہ خواب میں مجھے) آپ علیہ السلام نظر نہیں آئے اور میں اُن مکانات کو جو خام تھے (کچے مکان تھے) اور شمار میں نو (9) ہیں۔ دیکھ کر کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم مبارک ان گھروں میں رہتے تھے اور اُن کے شمالی سمت میں ایک خام مسجد ہے۔ خواب میں مَیں کہتا ہوں کہ یہ مسجد نبوی ہے۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ صبح کو مَیں نے مولوی صاحب کو یہ خواب سنایا (یعنی اپنے استاد کو) اور ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' اُن کی خدمت میں پیش کی اور (وہاں سے آ گیا، اُن سے) رخصت ہوا۔ پندرہ روز کے بعد مولوی صاحب نے یہ کتاب پڑھی، قادیان روانہ ہوئے اور بیعت کر کے واپس آئے۔ اسی طرح میاں لال دین بھی بیعت میں داخل ہو گئے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 7 صفحہ 234-235۔ از روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

حضرت نظام الدین صاحبؓ، انہوں نے 1890ء یا 91ء میں بیعت کی تھی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیعت سے بہت پہلے 1883ء۔ 1884ء میں دیکھ لیا تھا۔ کہتے ہیں ''مَیں ابھی بیعت میں داخل نہیں ہوا۔ نمازِ عصر مسجد مبارک سے پڑھ کر پرانی سیڑھیوں سے جب نیچے اترا تو ابھی سقفی ڈیوڑھی میں تھا (یعنی وہ ڈیوڑھی جس پر covered area تھا) کہ دو آدمی بڑے معزز سفید پوش جوان قد والے ملے۔ (یہ قادیان گئے ہوئے تھے) جو مجھے سوال کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا پتہ مہربانی کر کے بتلائیں کہ کہاں ہیں؟ ہم بہت دور دراز سے سفر کر کے

یہاں پہنچے ہیں۔ مَیں نے کہا آؤ مَیں بتلا دوں۔ انہوں نے کہا نہیں آپ ہمارے پیچھے ہو جائیں۔ اوپر ہیں تو ہم پہچانیں گے۔ تب میں اُن کے پیچھے ہو لیا۔ وہ میرے آگے آگے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چلے گئے۔ آگے اجلاس لگا ہوا تھا۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس تھی) اور حضور علیہ السلام دستارِ مبارک سر سے اتارے ہوئے بے تکلف حالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جاتے ہوئے اُن میں سے ایک شخص نے حضورؑ کو جاتے ہی پوچھا کہ آپ کا نام غلام احمد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ "ہاں"۔ پھر اُس نے کہا کہ آپ کا دعویٰ مسیح موعود کا ہے؟ حضورؑ نے فرمایا۔ "ہاں"۔ تو پھر اُس نے کہا کہ پہلے آپ کو السلام علیکم جناب حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور پھر میری طرف سے اور میں فلاں دن حضوری میں تھا۔ (یعنی اپنی خواب کا ذکر کر رہے ہیں) تب رسولِ خدا کا ہاتھ مبارک حضورؑ کے دائیں کندھے پر تھا۔ (یہ آگے وہی شخص اب اپنی خواب بتا رہے ہیں کہ فلاں دن مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا اور رسولِ خدا کا ہاتھ مبارک حضورؑ کے دائیں کندھے پر تھا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں کندھے پر تھا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ھٰذَا مَسِیْحٌ" ان کی بیعت کرو اور میرا سلام کہو۔ (یہ اُن لوگوں نے کہا) کہتے ہیں تب میرے دل نے سخت لرزہ کھایا۔ (یہ جو روایت بیان کرنے والے ہیں ناں حضرت نظام الدین صاحب، یہ اب آگے اپنا واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ) تب میرے دل نے سخت لرزہ کھایا اور دعا مسجد اقصیٰ میں بہت زاری سے کی۔ اللہ کے صدقے، اللہ تعالیٰ کے قربان، کیسے جلدی اُس نے میرے آقا کی دعا سے اس عاجز گناہگار کو اُٹھایا ہے۔ اسی رات سے بشارتیں اعلیٰ سے اعلیٰ ہونی شروع ہوگئیں۔ (جب مَیں نے دعا کی) تمام خوابوں کے لئے تو میدان کاغذ کی ضرورت ہے (اتنی خوابیں ہیں کہ انتہا کوئی نہیں) صرف ایک آخری خواب جس نے میرے جیسے عاصی گنہگار کو شرف بیعت حاصل کرنے کی توفیق بخشی، جس کا (ذکر) درج ذیل کرتا ہوں۔ کہتے ہیں خواب میں دیکھا کہ ایک دریا شرق سے غرب کو جا رہا ہے جس کی چوڑائی تقریباً ایک میل کی ہوگی۔ پانی بہت مصفّٰی ہے جیسے کسی نے شعر کہا ہے

مصفّٰی ہمچو چشم نیز بیناں
مصفّٰی ہمچو از خلوت نشیناں

یعنی ایسا صاف جیسے ایک صاف نظر دیکھنے والی آنکھ ہے، جیسے صاف دل ایسا شخص جو خلوت میں ہو، علیحدگی میں ہو، الگ پاک سوچ رکھنے والا ہو، وہ بیٹھا ہوتا ہے۔ یہ تشبیہ انہوں نے دی ہے۔ بہرحال کہتے ہیں بہت صاف پانی تھا، کوئی شئے اُس میں خوفناک نہیں ہے اور میں بڑی خوشی سے تیر رہا ہوں۔ جب مولوی عبد اللہ کشمیری جو اُس وقت تک (میرا خیال ہے اس وقت تک) احمدی نہیں تھا اُس نے بہت دور کنارے جنوب سے بلند آواز سے کہا۔ اے منشی جی، اے بابو جی! کیا آپ نہا رہے ہیں؟ ذرا دل کی جگہ تو دیکھو جو بالکل خشک ہے۔ کہتے ہیں مَیں نہا رہا تھا۔ آواز آئی کہ دل کو دیکھو باوجود پانی میں تیرنے کے بالکل خشک ہے۔ تب میں اُسی عالم میں اچھل کر دیکھتا ہوں تو واقعی میرے دل کی جگہ بالکل خشک ہے۔ اچھلتا ہوں اور پانی ہاتھوں میں بھر کے دل کی جگہ ڈال رہا ہوں، مگر خشک۔ مَیں کہتا ہوں مولوی عبد اللہ! یہ کیا بات ہے؟ اُس نے جواب دیا۔ مشرق کو منہ کر کے دیکھو کیونکہ میں مغرب کی طرف جا رہا تھا۔ مشرق کی طرف جب منہ کر کے دیکھا تو اُدھر ایک بڑا عظیم الشان پُل دریا پر ہے اور اُس پُل کے اوپر مرزا صاحب کے گھر ہیں۔ مَیں نے کہا میں اس طرف نہیں جاؤں گا کیونکہ مرزا کے گھر ہیں۔ پھر مولوی عبد اللہ نے کہا کہ جاؤ تو سہی۔ پھر جواب دیا کہ مَیں اُس طرف نہیں جاؤں گا۔ پھر مولوی عبد اللہ روئے اور بلند آواز سے کہا کہ جاؤ تو سہی۔ تب اللہ تعالیٰ کے صدقے قربان، میں تیرتا ہوا پُل سے پار کی طرف شرق (یعنی مشرق کی طرف) چلا گیا۔ اُس طرف نکلا تو کنارہ گھاس والا پانی کے برابر ملا۔ محنت کر کے گھاس والے کنارے پر کھڑا ہو کر تمام بدن سے پانی نچوڑ رہا ہوں (خواب میں دیکھتے ہیں) مگر دل کا پانی جو خشک جگہ دل کی تھی (یعنی پہلے جب دریا میں نہا رہے تھے تو دل خشک تھا لیکن جب یہاں کھڑے ہو کر جسم سے پانی نچوڑنا شروع کیا تو کہتے ہیں کہ جو خشک جگہ دل کی تھی) وہاں سے اتنا پانی جاری ہے جو ایک چشمے کی طرح جاری ہے، خشک ہونے تک نہیں آتا۔ آنکھ کھل گئی اور اُسی دن بیعت کر لی اور ٹھنڈ پڑ گئی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 7 صفحہ 189 تا 191۔ از روایات حضرت نظام الدین صاحبؓ)

حضرت خیر دین صاحبؓ ولد مستقیم صاحب، جنہوں نے 1906ء میں بیعت کی فرماتے ہیں کہ مَیں نے (اپنے ایک خواب کا پہلے ذکر کیا اُس کے بعد کہتے ہیں) ایک اور یہ خواب دیکھا کہ آپ نے جمعہ عید کی طرح پڑھایا ہے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ عید کی طرح پڑھایا ہے) خطبہ کرنے کے لئے ایک کمرہ ہے۔ قرآن شریف پکڑ کر آپ اُس کے اندر تشریف لے گئے۔ وہ کمرہ مسجد کے داہنے کونے میں ہے۔ آپ کے پیچھے چار سکھ بھی، جن کے کپڑے میلے کچیلے ہیں اور اُن کے پاس کوئی ہتھیار بھی معلوم ہوتا تھا مگر ظاہراً نظر نہیں آتا تھا، اندر داخل ہو گئے۔ اُس وقت میرے دل میں یہ بات گزری کہ یہ شاید حضرت اقدس پر حملہ کریں گے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے میز پر قرآن شریف رکھ کر پڑھ رہے ہیں اور وہ چار سکھ پاس بیٹھ کر قرآن شریف سن رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ باہر نکلے۔ اُس وقت اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ وہ اپنی آنکھوں کو پونچھتے آتے تھے۔ مجھے اُس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُن پر بہت رقت طاری ہوگئی ہے اور یہ مرید بن گئے۔ وہ روتے بھی ہیں اور پنجابی میں یہ الفاظ بھی کہتے ہیں کہ "چندہ ایویں تے نئیں ناں منگدا" گویا کہ وہ معتقد ہو گئے ہیں۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 7 صفحہ 161۔ از روایات حضرت خیر دین صاحبؓ)

حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؓ جنہوں نے 1901ء میں بیعت کی تھی بیان کرتے ہیں کہ 1902ء میں حضورؑ کی کسی ایک تحریر کے اندر "میری نبوت" اور "میری رسالت" کے الفاظ تھے۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی تحریر انہوں نے پڑھی جس میں یہ لکھا ہوا تھا، یہ الفاظ تھے کہ "میری نبوت" اور "میری رسالت") کہتے ہیں اس کو دیکھ کر میری طبیعت میں قبض پیدا ہوئی (کہ یہ نبوت اور رسالت کو اس طرح واضح طور پر کیوں لکھا ہوا ہے؟) کہتے ہیں پھر مَیں نے کسی سے دو تین

روز تک بات نہیں کی۔ آخر تیسرے دن مجھے الہاماً بتایا گیا کہ ''لَا رَیْبَ فِیْہِ''۔ اب اس کے بعد (کہتے ہیں کہ اس الہام کے بعد) مَیں اودھ میں ملازمت کے سلسلے میں چلا گیا اور مطالعہ کا موقع ملا۔ اور خدا کے فضل سے علم میں اضافہ ہو کر وہ وقت آ گیا جب اللہ تعالیٰ قادیان لے آیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد رجسٹر نمبر 11 صفحہ 256 از روایات حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؓ)

حضرت میاں عبد الرشید صاحبؓ (ان کا سن بیعت 1897ء ہے) بیان کرتے ہیں کہ مجھے بیعت کی تحریک حضرت والد صاحب کو تحریک اور ایک خواب کے ذریعہ سے ہوئی۔ (کہتے ہیں) مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضورؐ ایک چارپائی پر لیٹے ہیں اور بہت بیمار ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے پاس کھڑے ہیں جیسے کسی بیمار کی خبر گیری کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چارپائی سے آپ کے کندھے کا سہارا دے کر کھڑے ہوئے۔ اُس کے بعد اس حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکچر دینا شروع کر دیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق بیان تھا اور اس کے بعد خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تندرست ہو گئے ہیں اور آپ کا چہرہ پُر رونق ہو گیا۔ جس سے میں نے یہ تعبیر نکالی کہ اب اسلام حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے ذریعہ سے دوبارہ زندہ ہو گا۔ چنانچہ اس خواب کے بعد پھر میں نے بیعت کر لی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ۔ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 28 از روایات حضرت میاں عبد الرشید صاحبؓ)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں (ان کی بیعت 1903ء کی ہے۔ یہ حضرت اُمّ طاہر کے بھائی تھے) کہ میری عمر سات آٹھ سال کی ہو گی، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گھر میں اس بات کا تذکرہ ہوا (یعنی اُس زمانے میں سات آٹھ سال کے بچے کی بھی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا تھا۔) کہتے ہیں گھر میں اس بات کا تذکرہ ہوا کہ کسی شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس نے یہ خواب دیکھا ہے کہ کچھ فرشتے ہیں جو کالے کالے پودے لگا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ طاعون کے پودے ہیں اور دنیا میں طاعون پھیلے گی اور یہ کہ میری آمد کی بھی یہ نشانی ہے۔ اس وقت ہم تحصیل رعیہ میں تھے۔ والد صاحب وہاں شفاخانے کے انچارج ڈاکٹر تھے۔ اسی عرصے کی بات ہے کہ مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ کسی نے گھر میں آ کر اطلاع دی کہ نانا جان آ رہے ہیں۔ چنانچہ ہم باہر اُن کے استقبال کے لئے دوڑے۔ شفاخانے کی فصیل (یعنی ہسپتال کی دیوار) کے مشرق کی جانب کیا دیکھتا ہوں کہ بہلی میں نانا جان سوار ہیں، سبز عمامہ ہے اور بھاری چہرہ ہے۔ رنگ بھی گندمی اور سفید ہے اور داڑھی بھی سفید ہے۔ اور سورج نکلا ہوا ہے۔ مجھے فرماتے ہیں کہ میں آپ کو قرآن پڑھانے کے لئے آیا ہوں۔ اور انہی دنوں مَیں نے یہ خواب بھی دیکھا کہ رعیہ کی مسجد ہے اور اُس کے دروازے پر ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا ہے لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے، اُس کے الفاظ مدھم تھے۔ امام الزمان آتے ہیں۔ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، (یہ نظارہ دیکھا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہے لیکن الفاظ مدھم ہیں۔ اُس کے بعد پھر نظارے میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے ہیں، مسجد میں داخل ہوتے ہیں) مَیں بھی ساتھ جاتا ہوں، مسجد کی صفیں ٹیڑھی ہیں۔ آپ ان صفوں کو درست کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں ہم اُس زمانے میں احمدی نہیں ہوئے تھے۔ اُس زمانے میں اس بات کا عام چرچا تھا کہ مسلمان برباد ہو چکے ہیں اور تیرھویں صدی کا آخر ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے اور ان کے بعد حضرت عیسیٰؑ بھی تشریف لائیں گے۔ (مسلمانوں میں جو عام تصور پایا جاتا تھا کہ عیسیٰؑ اور مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخص ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس بات کا بڑا چرچا تھا۔) چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ اُس مہدی اور عیسیٰؑ کی آمد کا ذکر بڑی خوشی سے کیا کرتی تھیں کہ وہ زمانہ قریب آ رہا ہے اور یہ بھی ذکر کیا کرتی تھیں کہ چاند گرہن اور سورج گرہن کا ہونا بھی حضرت مہدی کے زمانے کے لئے مخصوص تھا اور وہ ہو چکا ہے۔ آگے لکھتے ہیں ممکن ہے کہ یہ خوابیں اس بچپن میں شنیدہ باتوں کے اثر کے ماتحت خواب کی صورت نظر آتی ہوں لیکن واقعات یہ بتلاتے ہیں کہ وہ مہدی اور مسیح کے آنے کا عام چرچا اور یہ خوابیں جو بڑوں چھوٹوں کو اُس زمانے میں آیا کرتی تھیں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی ہوا چلی تھی کہ بچوں اور بڑوں سب کو آیا کرتی تھیں۔) آنے والے واقعات کے لئے بطور آسمانی اطلاع کے تھیں۔ (چنانچہ یہ پورا خاندان حضرت سید ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحب کا احمدی ہوا اور اخلاص و وفا میں بڑی ترقی کی۔) (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ حضرت مسیح موعودؑ۔ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 142-143 بقیہ روایات حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ جن کا بیعت کا سن 1898ء کا ہے، فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ آپ حامد علی کے ساتھ مہمان خانے میں جائیں اور ظہر کے وقت مَیں پھر ملاقات کروں گا۔ (جب یہ وہاں پہنچے تو ان کو یہ کہا گیا) کہتے ہیں مَیں مہمان خانے چلا گیا وہاں کھانا آیا، ذرا آرام کیا ظہر کی اذان ہوئی۔ مجھے پہلے ہی حامد علی صاحب نے فرمایا تھا کہ آپ پہلی صف میں جا کر بیٹھ جائیں۔ چنانچہ میں اُسی ہدایت کے ماتحت پہلی صف میں ہی قبل از وقت جا بیٹھا۔ حضورؑ تشریف لائے، نماز پڑھی گئی۔ نماز کے بعد حضورؑ میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کب جانا چاہتے ہیں۔ مَیں نے کہا حضورؑ! ایک دو روز ٹھہروں گا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ کم از کم تین دن ٹھہرنا چاہئے۔ دوسرے روز ظہر کے وقت میں نے بیعت کے لئے عرض کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ابھی نہیں، کم از کم کچھ عرصہ یہاں ٹھہریں۔ ہمارے حالات سے آپ واقف ہوں۔ اس کے بعد بیعت کر لیں۔ مگر مجھے پہلی رات ہی مہمان خانے میں ایک رؤیا ہوئی جو یہ تھی۔ (اب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خواب کے ذریعہ سے رہنمائی ہو رہی ہے۔ یہ جو غیر احمدی کہتے ہیں ناں یا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بغیر سوچے سمجھے لوگ بیعت کر لیتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بڑے آرام سے بیعت لے لیا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام تو ہر ایک کی حالت کے مطابق بیعت لیتے تھے جب تک یہ تسلی نہیں ہو جاتی تھی کہ اس شخص کی تسلی ہو گئی ہے۔ بہرحال کہتے ہیں میں نے ایک خواب دیکھی۔) مَیں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک نور نازل ہوا اور وہ میرے ایک کان سے داخل ہوا اور دوسرے کان سے تمام جسم سے ہو کر نکلتا ہے۔ اور آسمان کی طرف جاتا ہے۔ (یعنی یوں

ہو کر نکل نہیں گیا بلکہ یہ داخل ہو کے سارے جسم میں سے گزرا پھر دوسری طرف سے نکل گیا اور پھر آسمان کی طرف چلا جاتا ہے) اور پھر ایک طرف سے آتا ہے اور اس میں کئی قسم کے رنگ ہیں۔ سبز ہے، سرخ ہے، نیلگوں ہے، اتنے ہیں کہ گنے نہیں جاسکتے۔ قوسِ قزح کی طرح تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام دنیا روشن ہے اور اُس کے اندر اس قدر سرور اور راحت تھی کہ مَیں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے صبح اُٹھتے ہی یہ معلوم ہوا کہ رؤیا کا مطلب یہ ہے۔ (اس خواب کا مطلب یہ ہے) کہ آسمانی برکات سے مجھے وافر حصہ ملے گا اور مجھے بیعت کر لینی چاہئے۔ اسی رؤیا کی بناء پر مَیں نے حضرت صاحب سے دوسرے روز ظہر کے وقت بیعت کے لئے عرض کیا مگر حضورؑ نے منظور نہ فرمایا اور تین دن کی شرط کو برقرار رکھا۔ چنانچہ تیسرے روز ظہر کے وقت میں نے عرض کیا کہ حضورؑ! مجھے شرح صدر ہو گیا ہے اور للہ میری بیعت قبول کر لیں۔ (خدا کے واسطے بیعت قبول کر لیں) چنانچہ حضورؑ نے میری اپنے دستِ مبارک پر بیعت لی اور میں رخصت ہو کر لاہور آ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 9 صفحہ 127-126۔ از روایات حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان فرماتے ہیں (ان کا بیعت سن 1898ء ہے۔ پہلے بھی انہی کی روایت تھی) کہ لاہور میں ایک وکیل ہوتے تھے، ان کا نام کریم بخش تھا۔ وہ بڑی فحش گالیاں حضرت (مسیح موعود علیہ السلام) کو دیا کرتے تھے۔ ایک دن دورانِ بحث اُس نے کہا کہ کون کہتا ہے مسیح مر گیا؟ مَیں نے جواباً کہا کہ مَیں ثابت کرتا ہوں کہ مسیح مر گیا۔ اُس نے اچانک ایک تھپڑ بڑے زور سے مجھے مارا۔ اس سے میرے ہوش پھر گئے اور مَیں گر گیا۔ (یعنی بیہوشی کی کیفیت ہو گئی) جب مَیں وہاں سے چلا آیا تو اگلی رات مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ کریم بخش ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر پڑا ہے اور اُس کی چارپائی کے نیچے ایک گڑھا ہے اس میں وہ گر رہا ہے اور نہایت بے کسی کی حالت میں ہے۔ صبح میں اُٹھ کر اُس کے پاس گیا اور میں نے اُسے کہا کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ تو ذلیل ہوگا۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد اس کی ایک بیوہ لڑکی کو ناجائز حمل ہو گیا۔ اُس نے کوشش کر کے جنین کو گروایا۔ مگر اس سے لڑکی اور جنین دونوں کی موت واقع ہو گئی۔ پولیس کو جب علم ہوا تو اُس کی تفتیش ہوئی جس سے اُس کا کافی روپیہ ضائع گیا اور عزت بھی برباد ہوئی۔ وہ شرم کے مارے گھر سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ مجھے جب علم ہوا تو میں اُس کے گھر گیا، اُسے آواز دی۔ وہ باہر آیا۔ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کا وبال چکھ لیا ہے یا ابھی اس میں کچھ کسر باقی ہے۔ اُس نے مجھے گالیاں دیں اور شرمندہ ہو کر اندر چلا گیا۔ (یعنی اثر پھر بھی اُس پر نہیں ہوا) اور پھر کبھی میرے سامنے نہیں آیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 9 صفحہ 207-206 از روایات حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

اس قسم کے واقعات اب بھی ہوتے ہیں۔ پاکستان میں جو ظلم ہو رہے ہیں، ان میں اس قسم کے واقعات بھی ساتھ ساتھ ہوتے رہتے ہیں۔ بیان اس لئے نہیں کیا جاتا کہ بعض اَور وجوہات ہیں۔ کیونکہ ابھی وہاں کے حالات ایسے نہیں، کہیں اَور تنگ نہ ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ پاکستان میں بھی، ان حالات میں بھی یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توہین کرنے والے ہیں، اُن سے انتقام لیتا جا رہا ہے۔ کئی واقعات لوگ لکھتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخالفین کی پکڑ کی۔ کس طرح اُن کی ذلّت کے سامان کئے۔ لیکن بہرحال جب وقت آئے گا تو وہ بیان بھی کر دیئے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن لوگوں کا، اُس علاقے کے لوگوں کا پھر اس کو دیکھ کے ایمان بہرحال بڑھتا ہے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے 1897ء میں بذریعہ خط بیعت کی تھی اور دو سال بعد زیارت ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ مولوی امام الدین صاحب 1897ء میں مجھ سے پہلے بھی ایک دفعہ قادیان جا چکے تھے، مگر مخالفانہ خیالات لے کر آئے تھے۔ (قادیان تو گئے تھے لیکن بیعت نہیں کی اور نہ صرف بیعت نہیں کی بلکہ مخالفت میں بڑھ گئے) مگر جب مجھے بار بار خوابیں آئیں اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قادیان آئے ہیں تو ان پر (امام الدین صاحب پر) بھی اثر ہوا۔ اور ہم دونوں نے 99ء میں جا کر بیعت کی۔ جب ہم مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو مولوی صاحب سیڑھیوں پر آگے آگے تھے اور میں پیچھے پیچھے۔ میں نے یہ بات سنی ہوئی تھی کہ بزرگوں کو خالی ہاتھ نہیں ملنا چاہئے۔ مَیں نے پچھلے سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر ایک روپیہ نکالا۔ مولوی صاحب حضرت صاحب سے ملے۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب کو کہا کہ جو لڑکا آپ کے پیچھے ہے اس کو بلاؤ۔ مَیں جب حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام کی بزرگ شان کا تصور کر کے میری چیخیں نکل گئیں۔ حضرت صاحب میری پیٹھ پر بار بار ہاتھ پھیرتے اور تسلی دیتے مگر مَیں روتا ہی جاتا تھا"۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 10 صفحہ 32-33 از روایات حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ) (کیونکہ خوابیں یاد آ جاتی تھیں، کس طرح آنحضرت ﷺ کو قادیان میں دیکھا۔ اور اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھ کے ایک اپنی کیفیت بھی تھی۔

حضرت چوہدری احمد دین صاحب (ان کی بیعت غالباً 1905ء کی ہے) بیان کرتے ہیں کہ راولپنڈی میں کتابیں دیکھنے سے پہلے مَیں نے ایک خواب دیکھا۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں دیکھنے سے پہلے) کہ گویا حضرت داتا گنج بخش صاحب کا روضہ ہے اور مجھے اُس وقت ایسا معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر خدا ﷺ کا روضہ ہے جس پر کہ چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا، اُس نے قبر کے اوپر ہو کر وہ ہار اپنے دونوں ہاتھوں سے نیچے کیا تو اُس کے ہاتھ نیچے چلے گئے۔ یہاں تک کہ مجھے معلوم ہوا کہ جسم مطہر کے نیچے اُس نے وہ پھولوں کا ہار رکھ دیا ہے۔ (یعنی آنحضرت ﷺ کے جسم کے نیچے وہ ہار رکھ دیا ہے) جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مدفون ایک بارہ سالہ لڑکے کی شکل میں باہر نکل آیا اور سب سے پہلے انہوں نے مجھ سے معانقہ کیا۔ اُس لڑکے کی شکل حضرت مرزا صاحب کی شکل سے ملتی تھی۔ مَیں نے اُس وقت خیال کیا کہ پیغمبر خدا ﷺ وعدہ الٰہی کے خلاف کس طرح دنیا میں زندہ ہو کر آ سکتے ہیں؟ اُس وقت یہ بھی خیال آیا کہ مرزا صاحب جو بروزِ محمد ﷺ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو یہ وہی واقعہ نہ ہو۔ اتنے میں مجھے جاگ آ گئی۔ اُس خواب سے مجھے حضرت صاحب کی صداقت کے متعلق کچھ اثر ہوا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 10 صفحہ 68 تا 70 از روایات حضرت چوہدری احمد دین صاحبؓ)

حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ بیان کرتے ہیں (1898ء یا 99ء کی ان کی بیعت ہے) کہ بیعت سے ایک سال قبل میں نے خواب میں دیکھا۔ اُس وقت ہم چکڑالوی تھے۔ اس سے پہلے اہلحدیث تھے۔ ہمارے محلے میں ایک شخص احمدی آ گیا۔ ہم نے اس کا مسجد میں نماز پڑھنا اور کنوئیں میں سے پانی بھرنا بند کر دیا تھا۔ اس لئے کہ ہم اُسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تھے۔ کہتے ہیں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے کنوئیں کے مغرب کی طرف امریکن پادریوں کی ایک کوٹھی ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ مغرب کی طرف ایک راستہ ہے۔ راستہ میں ایک آدمی کھڑا ہے۔ اُس نے ایک پتنگ اڑائی ہے۔ مَیں اُس آدمی کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں اور اس آدمی کو بھی۔ (دو آدمی تھے ناں۔ تو اس آدمی کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں اور اُس آدمی کو بھی۔) اسی اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ اس کوٹھی میں ایک مرصع تخت بچھا ہے۔ (ایک بڑا سجایا تخت ہے) اُس پر ایک خوبصورت لڑکا بیٹھا بانسری بجا رہا ہے اور تخت ہوا میں لہرا رہا ہے۔ وہ بوڑھا آدمی جو پتنگ اڑا رہا تھا اُس نے پتنگ اس لڑکے کی طرف اُڑایا یہاں تک کہ پتنگ لڑکے کے سر کے ساتھ لگا۔ اُس کا لگنا ہی تھا کہ دھواں پیدا ہو گیا۔ نہ وہ تخت رہا، نہ لڑکا سب کچھ دھواں ہو گیا۔ پہلے لڑکے کی شکل سیاہ ہوئی پھر دھواں ہو گیا مگر پتنگ کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ پھر میں نے مولوی فیض دین صاحب کو اس مسجد کبوتراں والی میں آ کر خواب سنائی۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ یونہی خیال ہے، جانے دو۔ دوسری خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم دونوں بھائی بازار میں جا رہے تھے، تمام بستی ہندوؤں کی تھی۔ ایک بوڑھے شخص کو ہم نے قرآن پڑھتے سنا۔ جب ہم واپس آئے تو پھر بھی وہ پڑھ رہا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص پکا مسلمان اور بے دھڑک آدمی ہے جو ہندوؤں کی بستی میں قرآن پڑھ رہا ہے۔ بیعت کے بعد جب حضرت صاحب کا فوٹو دیکھا تو پتہ لگا کہ یہ وہی شخص ہے اور جو شخص پہلی خواب میں پتنگ اڑا رہا تھا وہ بھی یہی شخص تھا، (یعنی دونوں خوابوں میں ایک ہی شخص تھا)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 10 صفحہ 168-167۔ از روایات حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ)

حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ (مزید) بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں قادیان گیا۔ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ بتاؤ سیالکوٹ میں طاعون کا کیا حال ہے؟ میں نے واردات کا ذکر کیا۔ ساتھ ہی میں نے ایک خواب بیان کیا کہ یا حضرت! میں نے دیکھا کہ ہمارے مکان پر پولیس کے آدمی بندوقوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ کا گھر طاعون سے محفوظ رہے گا۔ آپ کا خدا حافظ ہے۔ (چنانچہ محفوظ رہے۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ جلد نمبر 10 صفحہ 173-174۔ از روایات حضرت مہر غلام حسن صاحبؓ)

حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں بیان فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکے عبدالحق کی پیدائش کے بعد میں قادیان آیا اور مسجد مبارک میں خواب کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ حضورؑ اس مسجد میں ٹہلتے ہیں اور اس مسجد میں صندوق رکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے میرا نام سرخ سیاہی سے ایک کتاب میں درج کیا اور فرمایا کہ بابو فتح دین کو کہہ دینا کہ اب کے 13/ دسمبر کو جلسہ نہیں ہو گا۔ یہ مسجد اُس وقت فراخ نہ تھی۔ خواب میں دیکھا کہ سات پٹواری مسجد مبارک کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ اُن سات میں سے صرف مجھ کو حضورؑ نے بلوایا ہے۔ تعبیر پوچھنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ سات پٹواری احمدی ہوں گے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 11 صفحہ 356-355۔ از روایات حضرت شیخ عطا محمد صاحبؓ سابق پٹواری ونجواں)

حضرت ملک غلام حسین صاحب مہاجرؓ بیان کرتے ہیں (بیعت 1891ء کی ہے) کہ رہتاس میں ہم اپنے بھائی منشی گلاب دین صاحب سے کتابیں سنا کرتے تھے، مرثیہ اور دیگر نظمیں وغیرہ، کیونکہ ہم غالی شیعہ تھے۔ ماتم وغیرہ کیا کرتے تھے۔ مرآۃ العاشقین وغیرہ پڑھتے تھے۔ بعض وقت فقراء: امام غزالی اور شیخ عطار وغیرہ کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ ایک دن کہنے لگے کہ اگر سراج السالکین مصنفہ امام غزالی جیسی تحریر لکھنے والا آج پیدا ہو جائے تو چاہے ہمیں سو، دو سو، چار سو میل پیدل جانا پڑے ہم ضرور جائیں گے۔ اتفاقاً یہاں سے (یعنی قادیان سے) توضیح مرام، فتح اسلام دونوں رسالے وہاں پہنچ گئے۔ یہ اشتہار بابا قطب الدین آف مالیر کوٹلہ فقیر لائے تھے۔ اُن کو ایک خواب آیا تھا کہ میں سیالکوٹ گیا ہوں اور وہاں حضرت صاحب سے جا کر ملا ہوں۔ چنانچہ اُس نے واقعی جانے کا عزم کر لیا اور جس طرح خواب میں لباس اور حضورؑ کا نکلنا دیکھا تھا، ویسا ہی پایا اور یہ کتابیں ساتھ لایا۔ آخر منشی گلاب دین صاحب سے ملا اور کتابیں دے کر کہا کہ مَیں نے اپنی لڑکی کے پاس جانا ہے۔ آپ ایک دو روز میں یہ کتابیں دیکھ لیں۔ (یعنی ادھار کتابیں اُن کو دے گئے کہ مَیں نے آگے سفر پر جانا ہے، دو تین دن ہیں، آپ یہ کتابیں دیکھ لیں۔) وہ رسالے منشی صاحب نے ہمیں پڑھ کر سنائے اور کہا کہ یہ تحریر شیخ عطار اور امام غزالی وغیرہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ (پہلے ان کی کتابیں پڑھا کرتے تھے ناں، جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھیں تو کہتے ہیں یہ تحریر تو اُن سے بہت اعلیٰ ہے) ان دنوں بیعت کا اشتہار حضورؑ نے دیا تھا۔ خاکسار (یعنی یہ روایت کرنے والے) اور منشی گلاب الدین صاحب اور میاں اللہ دتہ صاحب تینوں نے اُسی وقت بیعت کا خط لکھ دیا۔ یہ غالباً 1891ء کی بات ہے۔ جب وہ رسالے سنا چکے تو مَیں نے کہا کہ تمہارا وعدہ تھا کہ اگر اس وقت اس قسم کا آدمی ملے تو چاہے چار سو میل جانا پڑے ہم جائیں گے۔ اب بیعت ہم کر چکے ہیں اور جلسہ سالانہ 1892ء کا بالکل قریب ہے۔ اشتہار شائع ہو چکا ہے۔ چلو زیارت بھی کر آئیں اور جلسہ بھی دیکھ آئیں۔ چنانچہ ہم تینوں نے عزم کر لیا۔ میں ایک جگہ پانچ چھ میل کے فاصلے پر دکان کیا کرتا تھا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ پرسوں چلیں گے۔ لیکن وہ لوگ میرے آنے سے پہلے چل پڑے (وہاں ''کریالہ'' ایک سٹیشن تھا'' وہ کریالہ والے سٹیشن پر چلے گئے۔ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ میں جہلم سے سوار ہو گیا۔ کریالہ میں ہم تینوں اکٹھے ہو گئے۔ اگلے دن لاہور پہنچے۔ کسی نانبائی کی دکان سے روٹی کھائی۔ لوگ کہنے لگے کہ گاڑی چھ بجے شام کو چلے گی۔ چنانچہ ہم نے عجائب گھر، چڑیا گھر وغیرہ کی سیر کی۔ شام کو سٹیشن پر آ کر بٹالہ کا ٹکٹ حاصل کیا۔ رات گیارہ بجے بٹالہ ایک سرائے میں پہنچے۔ چارپائی بھی کوئی نہ تھی اور وہاں گند پڑا ہوا تھا۔ وہاں رہنے کو دل نہیں چاہا۔

شہر میں ایک مسجد میں پہنچے۔ مسجد میں رات کو آرام کیا۔ خدا کی قدرت کہ وہ مسجد مولوی محمد حسین بٹالوی کی تھی۔ جب صبح نماز پڑھ کر بیٹھ گئے تو مولوی محمد حسین صاحب پوچھنے لگے کہ مہمان کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے منشی گلاب الدین صاحب کو کہا کہ آپ تعلیم یافتہ ہیں اور یہ مولوی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ ہی بات کریں۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ ہم رہتاس ضلع جہلم سے آئے ہیں۔ مولوی صاحب نے مہمان سمجھ کر گنّے کے رَس کی کھیر کھلائی۔ پھر پوچھا کہ آپ کہاں جائیں گے۔ منشی صاحب نے کہا قادیان۔ مولوی صاحب کہنے لگے ادھر کیا کام ہے؟ منشی صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے اور جلسہ کا بھی اعلان کیا ہے۔ کہتے ہیں لکھتے ہوئے کہ ایک بات رہ گئی کہ جب رہتاس میں منشی صاحب نے رسالے سنائے تو بھائی اللہ دتہ تیلی نے کہا کہ یہ جو مرزا صاحب نے کہا ہے کہ مسیح مر گیا ہے اور میں آنے والا مسیح ہوں، یہ معمولی بات نہیں ہے اور نہ ایسا کہنے والا معمولی انسان ہے جو تیرہ سو سال کی اتنی بڑی غلطی کو نکالے۔ خیر کہتے ہیں مولوی محمد حسین صاحب سے ہماری باتیں ہو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عقل ماری ہوئی ہے۔ اگر مرزا اچھا ہوتا (یعنی صحیح ہوتا) تو کیا ہم نہ جاتے؟ (مَیں نہ بیعت کر لیتا جا کے؟) پس تم واپس چلے جاؤ۔ کہنے لگا کہ مرزا صاحب ہمارے واقف ہیں۔ مَیں اُن کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ انہوں نے تو ایک دوکان کھولی ہوئی ہے جو چلے گی نہیں۔ خوامخواہ تم بھی پیسے برباد کر رہے ہو۔ اُن کے پاس جانے کا کیا فائدہ۔ وہ کہتے ہیں میرے ساتھی بات سن کے خاموش ہو گئے۔ مَیں نے کہا کہ جو پیسے صَرف کرنے تھے، وہ تو خرچ ہو گئے۔ اب تو ہم ضرور جائیں گے۔ دیکھ کر واپس آئیں گے۔ خیر اُس نے روٹی منگوائی اور روٹی کھا کر ہم پیدل چل پڑے۔ قادیان پہنچے، جلسہ شروع تھا پچیس تیس آدمی تھے[1]۔ جلسہ فصیل پر ہوا۔ ایک تخت پوش تھا اور چند صفیں تھیں۔ کھانے کے لئے پلاؤ زردہ اور پُھلکے آ گئے۔ ہم نے کھا لئے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب بسترے اور جگہ دیا کرتے تھے۔ ہمیں بھی اس نے جگہ بتلائی۔ رات گزری۔ صبح سویرے کھانا کھا کر دس بجے جلسہ میں شامل ہوئے۔ حضرت صاحب تشریف لائے۔ حضورؑ کبھی رومی ٹوپی سر پر رکھا کرتے تھے، کبھی اُس پر ہی پگڑی باندھ لیا کرتے تھے اور ٹوپی پگڑی میں سے نظر آتی تھی۔ حضورؑ جب تخت پوش پر کھڑے ہوئے تو میں نے ساتھیوں کو کہا کہ دیکھو ایسی نورانی شکل بھلا اور کوئی نظر آ سکتی ہے۔ اگر مولوی محمد حسین کی باتوں پر جاتے تو کیسے بدنصیب ہوتے“۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 10 صفحہ 314 تا 317۔
از روایات حضرت ملک غلام حسین صاحب مہاجرؓ)

حکیم عبدالصمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (بیعت 1905ء کی ہے) کہ حضرت صاحب نے تقریر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور فرمایا کہ جو لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے میرے متعلق فیصلہ نہیں کر سکتے وہ اس دعا کو کثرت سے پڑھیں جو اللہ تعالیٰ نے اُن کی پنجوقتہ نمازوں میں بتلائی ہے۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحۃ:6)۔ چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت کثرت سے پڑھیں۔ زیادہ سے زیادہ چالیس روز تک اللہ تعالیٰ اُن پر حق ظاہر کر دے گا۔ کہتے ہیں مَیں نے تو اُسی وقت سے شروع کر دیا۔ مجھ پر تو ہفتہ گزرنے سے پہلے ہی حق کھل گیا۔ مَیں نے دیکھا (خواب بتا رہے ہیں) کہ حامد کے محلہ کی مسجد میں ہوں۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ مَیں حضرت صاحب کی طرف مصافحہ کرنے کے لئے بڑھنا چاہتا تھا کہ ایک نابینا مولوی نے مجھ کو روکا۔ دوسری طرف میں نے بڑھنا چاہا تو اُس نے اُدھر سے بھی روک لیا۔ پھر تیسری مرتبہ مَیں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کرنا چاہا تو اُس نے مجھ کو پھر روکا۔ تب مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اُسے مارنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں غصہ نہ کرو، مارو نہیں۔ (خواب کا ذکر فرما رہے ہیں۔) مَیں نے عرض کیا کہ حضورؑ! مَیں تو حضورؑ سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں اور یہ مجھ کو روکتا ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ مَیں نے صبح میر قاسم علی صاحب اور مولوی محبوب احمد صاحب، مستری قادر بخش صاحب کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ (خواب بیان کی) میر صاحب نے کہا کہ اسے لکھ دو۔ مَیں نے لکھ دیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے نیچے لکھ دو کہ مَیں اپنے اس خواب کو حضورؑ کی خدمت میں ذریعہ بیعت قرار دیتا ہوں۔ مَیں نے لکھ دیا۔ مولوی محبوب احمد صاحب جو غیر احمدی تھے انہوں نے کہا کہ تم کو اپنے والد کا مزاج بھی معلوم ہے۔ وہ ایک گھڑی بھر بھی تم کو اپنے گھر نہیں رہنے دیں گے۔ میں نے کہا مجھے اُن کی کوئی پرواہ نہیں۔ خیر حضرت صاحب نے بیعت منظور کر لی اور مجھے لکھا کہ تمہاری بیعت قبول کی جاتی ہے۔ اگر تم پر کوئی گالیوں کا پہاڑ کیوں نہ توڑے، نگاہ اُٹھا کر مت دیکھنا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 12 صفحہ 17-18۔
از روایات حضرت حکیم عبدالصمد صاحبؓ ولد حکیم عبدالغنی صاحب)

پس یہ چند واقعات تھے جو مَیں نے اس وقت بیان کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی اولادوں کو بھی وفا کے ساتھ جماعت سے منسلک رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم میں سے ہر ایک کو بھی اپنے ایمان اور یقین میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 دسمبر 2012ء، خطبات مسرور جلد دہم صفحہ 793)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے مجھے خالی ہاتھ نہیں بھیجا ہزاروں لاکھوں نشان میری تصدیق میں ظاہر ہوئے اور اب بھی اگر کوئی چالیس دن میرے پاس رہے تو وہ نشان دیکھ لے گا...... مَیں آخر میں پھر کہتا ہوں کہ میرے نشانات تھوڑے نہیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ انسان میرے نشانوں پر گواہ ہیں اور زندہ ہیں۔ میرے انکار میں جلدی نہ کرو۔ ورنہ مرنے کے بعد کیا جواب دو گے؟ یقیناً یاد رکھو کہ خدا سر پر ہے اور وہ صادق کو صادق ٹھہراتا اور کاذب کو کاذب“

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 298)

---

1 یہ جہاں ٹھہرے ہوئے تھے اور جہاں انہوں نے کھانا کھایا یا غالباً یہ وہاں موجود تعداد کا ذکر کر رہے ہیں۔ ورنہ 1892ء کے جلسہ سالانہ کی حاضری تو تاریخ احمدیت کے مطابق 327 تھی۔

انسانی اعمال اور تقدیرِ الٰہی

مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب۔ مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ

یہ دنیا دار الامتحان ہے اللہ تعالیٰ کسی کو کامیاب کر کے، کسی کو ناکام کر کے، کسی کو تندرستی دے کر، کسی کو بیمار کر کے، کسی کو دولت کے ذریعہ کسی کو غربت کے ذریعہ آزماتا ہے۔ جو خدا کی نعمتوں پر شکر کرتا ہے وہ انعام پائے گا جو نعمتوں پر ناشکری کرتا ہے وہ سزا پائے گا۔ جو دکھوں اور تکلیفوں پر صبر و رضا کا نمونہ دکھائیں گے ان کی نسبت فرماتا ہے:

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ

یقیناً صبر کرنے والوں کو ہی بغیر حساب کے ان کا بھرپور اجر دیا جائے گا۔ (الزمر 11) اور

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں اور رحمت ہے۔ (البقرۃ 158)

جو بے صبری کرتا، گلہ شکوہ کرتا اور ناشکری کرتا ہے وہ خدا کی ناراضگی کا حقدار بن جاتا ہے اسی لیے فرمایا:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراہیم 8)

اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں دینی معاملات میں ہمیشہ اس انسان کی طرف دیکھو جو تم سے اوپر ہو اور دنیوی معاملات میں ہمیشہ اس کی طرف دیکھو جو تم سے کم تر ہو۔ اس لیے کبھی کسی انسان کو کوشش میں کمی اور سستی نہ کرنی چاہئے۔ مگر اپنی کوشش پر بھروسہ بھی نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنی پوری کوشش کرے اور نتیجہ خدا پر چھوڑے۔ اسی لیے شریعت نے حکم دیا کہ جب بھی مسجد میں جاؤ تو بخشش اور رحمت کی دعا مانگو اور جب بھی مسجد سے باہر قدم رکھو تو بخشش اور فضل کی دعا مانگو۔ حضرت مصلح موعودؓ ایک شعر میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے عرض کرتے ہیں کہ:

اک طرف تدبیر و محنت اک طرف عرض و دعا
فضل کا پلڑا جھکا دے اے مرے مشکل کُشا

بعض اوقات انسان اپنے ہر مقصد میں ناکام ہوتا ہے۔ ہر کام میں نقصان اٹھاتا ہے یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے امتحان اور آزمائش ہے۔ اگر محنت کے ساتھ صبر و رضا کا دامن تھامے گا تو خدا کی رضا کا حقدار بن جائے گا بعض اوقات امتحان و آزمائش کے طور پر اور بعض اوقات خدا کی ناراضگی کے نتیجہ میں انسان قدم قدم پر دکھ تکلیف اور نقصان اٹھاتا ہے۔ خدا کی تقدیر اس کے خلاف ہو چکی ہوتی ہے۔ اس وقت خدا کی تقدیر کو بدلانے کے لیے انسان کوشش کرے کیونکہ تقدیر خدا کے فیصلہ کا نام ہے اور جو فیصلہ کر سکتا ہے وہ فیصلہ بدل بھی سکتا ہے۔ فیصلہ کر کے اس کو بدل نہ سکنا کمزوری کی علامت ہے جو خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جا سکتی۔

اگر اللہ تعالیٰ کسی انسان پر ناراض ہو جائے یا کسی مصلحت کے سبب اور اس کے امتحان کی خاطر اس کے خلاف اپنی تقدیر کا فیصلہ کر دے اور بعض تکالیف اس کے بارہ میں مقدر کر دے تو انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس تقدیر کو بدل دے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تقدیر اس صورت میں بدل سکتی ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے رحم کا مستحق بنا دے اور خدا کی رحمت اس کو ڈھانپ لے۔

خدا کی رحمت کے حصول کے لیے اور اس کی ناراضگی کو دور کرنے کے لیے سب سے پہلا طریق یہ ہے کہ:۔

1۔ انسان اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کرے۔

چنانچہ فرمایا:

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ (ہود:115)

انسان کی نیکیاں اس کی بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں بدیوں کے زائل ہونے کے نتیجہ میں بدیوں کے نتائج سے انسان بچ جاتا ہے۔

ایک جگہ فرمایا:

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطّلاق 3-4)

جو انسان اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے تکلیفوں اور مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جس کا وہ گمان بھی نہ کرتا ہو گا۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

(الاعراف:157)

اور میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے پس میں اس رحمت کو ان لوگوں کے لیے واجب کر دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

2۔ ایک شخص ایک بزرگ کے پاس آیا اور عرض کی یا حضرت! میں بہت گناہگار ہوں۔ بزرگ نے فرمایا: کثرت سے استغفار کرو۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شخص آیا اور اس نے عرض کی کہ یا حضرت! مدت سے برسات نہیں برسی، فصلیں سوکھ رہی ہیں، قحط کا خطرہ ہے۔ انہوں نے فرمایا: استغفار کیا کرو۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شخص آیا اس نے عرض کی یا حضرت! بہت تنگ دستی میں مبتلا ہوں، مالی مشکلات نے گھیر رکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: استغفار کیا کرو۔ تھوڑی دیر بعد ایک چوتھا شخص آیا اس نے عرض کی یا حضرت! شادی پر کافی عرصہ گزر گیا اولاد کی نعمت سے محروم ہوں۔ فرمایا: استغفار کیا کرو۔

ان کا ایک مرید جو صبح سے بیٹھا تھا اس سے رہا نہ گیا اس نے عرض کی یا حضرت آپ ہر شخص کو ایک ہی بات بتاتے ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے فرمایا: چار اشخاص آئے انہوں نے اپنے جداگانہ مسائل بیان کیے اور میں نے ہر ایک کو اس کا وہی حل بتایا جو قرآن میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (نوح 13-11)

ترجمہ: اپنے رب سے بخشش طلب کرو یقیناً وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر لگاتار برسنے والا بادل بھیجے گا۔ اور وہ اموال اور اولاد کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغات اگائے گا اور تمہارے لیے دریا چلائے گا۔

ان آیات قرآنیہ میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر بدلانے کا ذریعہ استغفار بیان کیا گیا ہے۔

3۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:78)

اے نبی تو لوگوں کو بتا دے کہ اگر تم خدا کے حضور دعائیں نہ کرو تو اللہ تعالیٰ کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔

گویا دعائیں کرنے والے انسانوں کی اللہ تعالیٰ پرواہ کرتا ہے۔ ان کی خبر گیری کرتا ہے ان سے پھر رحمت کا سلوک کرتا ہے۔ حدیث میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں نچلے آسمان پر آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ کون مجھ سے دعا کرتا ہے تا میں اس کی دعا قبول کروں کون مجھ سے مانگتا ہے تا میں اس کی مراد پوری کروں۔ کون مجھ سے بخشش مانگتا ہے تا میں اس کو بخش دوں۔ (بخاری)

ایک اور حدیث قدسی میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے میرے بندو! تم میں سے ہر شخص گمراہ ہے بجز اس کے جسے میں ہدایت دوں اس لیے مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر شخص بھوکا ہے بجز اس کے جسے میں کھلاؤں پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر شخص ننگا ہے بجز اس کے جسے میں لباس پہناؤں پس مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات خطائیں کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں پس مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ مجھ کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو۔ اے میرے بندو! تمہارے اگلے اور پچھلے سب کے سب اگر تم میں سے سب سے زیادہ نیک شخص کے برابر نیک بن جائیں تو یہ امر میری بادشاہی میں اضافہ نہیں کرسکتا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے سب کے سب تم میں سے بدترین انسان کے برابر برے بن جائیں تو یہ امر میری بادشاہی میں کچھ کمی نہیں کرسکتا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اگلے اور پچھلے سب کے سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ سے اپنی حاجات مانگیں اور میں ہر انسان کی حاجت کو پورا کر دوں تو یہ امر میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی پیدا نہیں کرسکتا جتنی وہ سوئی سمندر کے پانی میں کمی پیدا کرتی ہے جب اسے سمندر میں ڈبو کر نکالا جائے“۔ (مسلم)

بارگاہ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے
حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

پس خدا کی رحمت کا دروازہ کھلا ہے پر کوئی کھٹکھٹائے تو سہی۔

4۔ حضرت رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں:

اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ، كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ، وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ، كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ

جو شخص جہراً یعنی علانیہ قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ایسے شخص کی مانند ہے جو اعلانیہ صدقہ وخیرات کرتا ہے اور جو شخص خاموشی سے پوشیدہ طور پر قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو لوگوں سے چھپا کر صدقہ وخیرات کرتا ہے۔ (سنن أبی داود)

اس حدیث نبوی میں آنحضرت ﷺ نے تلاوت قرآن پاک کی مثال صدقہ وخیرات سے دی ہے کہ صدقہ وخیرات کا جو نتیجہ نکلتا ہے وہ تلاوت قرآن پاک سے نکلتا ہے۔ صدقہ وخیرات کی بابت فرمایا:

اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ

جس طرح پانی آگ کے شعلوں کو بجھا دیتا ہے اسی طرح اللہ کی راہ میں دیا ہوا صدقہ خیرات خدا کی ناراضگی کے شعلوں کو بجھا دیتا ہے۔ (معجم کبیر طبرانی)

ایک حدیث پاک میں فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے خلاف اپنی تقدیر شر کا فیصلہ کر دیا ہو مگر ابھی یہ فیصلہ نافذ نہ کیا ہو اور وہ انسان تقدیر شر کے نفاذ سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ وخیرات کر دے تو اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر شر کا فیصلہ منسوخ کر دیتا ہے۔ گویا قرآن پاک کی تلاوت اور صدقہ وخیرات یعنی راہ خدا میں مال کی قربانی اللہ تعالیٰ کی تقدیر شر کو ٹلانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ (التغابن:18)

اگر تم اللہ کے لیے اپنے مالوں میں سے ایک اچھا حصہ کاٹ کر الگ کر دو یعنی اللہ کی راہ میں مالی قربانی کرو

یضاعفه لکم تو اللہ تعالیٰ تمہارے اموال کو بڑھائے گا، **و یغفر لکم** اور تمہارے گناہ بخشے گا۔

گویا اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے اپنے گناہوں کو بخشوانے اور اس کے نتیجہ میں خدائی تقدیر کو بدلوانے کا ایک بہت مؤثر ذریعہ راہ خدا میں مال کی قربانی ہے۔ پس اے عزیزو! اگر خدا کی تقدیر بدلانے کے خواہشمند ہو تو اپنے چندوں اور مالی قربانیوں میں ترقی کرو اور کرتے چلے جاؤ اور پھر خدا کی رحمت کی برسات دیکھو۔

5۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی صحبت اور ان کے وجودوں کی برکت بھی خدا کی تقدیر کو بدلنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام محبوب الٰہی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اس کے اقوال و افعال و حرکات اور سکنات اور خوراک اور پوشاک اور مکان اور زمان اور اس کے جمیع لوازم میں برکت رکھ دیتا ہے تب ہر ایک چیز جو اس سے مس کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے۔ اس کے مکان میں برکت ہوتی ہے اس کے دروازوں کے آستانے برکت سے بھرے ہوتے ہیں اس کے گھر کے دروازوں پر برکت برستی ہے جو ہر دم اس کو مشاہدہ ہوتی ہے اور اس کی خوشبو اس کو آتی ہے جب یہ سفر کرے تو خدا تعالیٰ مع اپنی تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا نور کا ساتھ لاتا ہے غرض یہ عجیب انسان ہوتا ہے جس کی کنہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 69)

نیز فرمایا: "ایسا ہی اُن کے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دیجاتی ہے جس کی وجہ سے اُن کا پہنا ہوا کپڑا بھی متبرک ہو جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھونا یا اُس کو ہاتھ لگانا۔ اُس کے امراض روحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھہرتا ہے۔

اِسی طرح اُن کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزّوجلّ ایک برکت رکھ دیتا ہے وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اِسی طرح اُن کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے۔ اِسی طرح اُس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے۔

اِسی طرح اِس درجہ کے لوگوں کی تمام خواہشیں بھی اکثر اوقات پیشگوئی کا رنگ پیدا کر لیتی ہیں یعنی جب کسی چیز کے کھانے یا پینے یا پہننے یا دیکھنے کی بشدّت اُن کے اندر خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ خواہش ہی پیشگوئی کی صورت پکڑ لیتی ہے اور جب قبل از وقت اضطرار کے ساتھ اُن کے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ چیز میسر آجاتی ہے۔

اِسی طرح اُن کی رضامندی اور ناراضگی بھی پیشگوئی کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے پس جس شخص پر وہ شدّت سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اس کے آئندہ اقبال کے لئے یہ بشارت ہوتی ہے اور جس پر وہ بشدّت ناراض ہوتے ہیں اُس کے آئندہ ادبار اور تباہی پر دلیل ہوتی ہے کیونکہ بباعث فنافی اللہ ہونے کے وہ سرائے حق میں ہوتے ہیں اور اُن کی رضا اور غضب خدا کا رضا اور غضب ہوتا ہے"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 19)

جنگ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے مونہہ کا لعاب آنکھوں پر لگایا تو آنکھیں شفایاب ہو گئیں۔ ایک جنگ میں ایک صحابی کی آنکھ پر چوٹ لگنے سے آنکھ کا ڈیلا باہر نکل آیا۔ وہ ڈیلا ہتھیلی پر دھرے آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کی ہتھیلی سے ڈیلا اٹھا کر آنکھ کے گڑھے میں رکھا اور دبایا۔ آپ کا ہاتھ دست شفا بن گیا۔ پانی کا مشکیزہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ لگنے سے سینکڑوں افراد اور سینکڑوں جانوروں کی پیاس دور کرنے کا سبب بن گیا۔

ایک صحابی کی ٹانگوں میں درد ہوتا تھا چلنے سے معذور تھے۔ بیساکھیوں کے سہارے چلا کرتے تھے۔ قادیان میں آئے اور کئی ماہ تک حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے علاج کراتے رہے مگر کوئی فائدہ نہ ہو رہا تھا۔ ایک دن نماز باجماعت کے لیے اٹھتے وقت اس صحابی کے پاؤں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاؤں آ گیا۔ حضور کا پاؤں لگتے ہی ٹانگ کا درد دور ہو گیا۔ نماز سے فراغت پر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر تشریف لے جانے لگے تو اس صحابی نے درخواست کی کہ حضور کا پاؤں میرے پاؤں پر لگنے سے میرا درد دور ہو گیا ہے میرے دوسرے پاؤں پر بھی اپنا پیر رکھ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوسرے پاؤں پر بھی اپنا پیر رکھ دیا جس سے دوسری ٹانگ کی درد بھی ختم ہو گئی۔ وہ صحابی خوشی کے مارے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے مطب میں گئے اور عرض کی حضرت مولوی صاحب آپ سے چھ ماہ سے علاج کرا رہا ہوں مگر آپ کی کسی پڑیا نے فائدہ نہ دیا۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاؤں میرے پاؤں پر رکھنے سے دونوں ٹانگوں کا درد دور ہو گیا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے جواب دیا میاں میں تو معمولی حکیم ہوں اور وہ خدا کا پیغمبر ہے۔ میں تو دوائی کی پڑیا ہی دے سکتا ہوں۔ میری پڑیا خدا کے پیغمبر کے وجود کی برکات کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبۃ:103)

تیری دعا ان کے لیے سکون کا سبب بن جائے گی۔

آج قبولیت دعا کی یہ برکت اور تاثیر خلفاء کے وجود میں پائی جاتی ہے۔ آج دنیا میں آباد کروڑوں احمدیوں میں سے ایک ایک احمدی خلفاء احمدیت کے پاک وجودوں کی برکت اور ان کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجہ میں اپنے حق میں اپنے افراد خانہ کے حق میں خدائی تقدیر کے بدلنے کا زندہ گواہ ہے۔ پس بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ افراد جو خلافت کی نعمت سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ فَالْزَمْهُ، وَإِنْ نُهِكَ جِسْمُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ

(مسند احمد بن حنبل)

اگر تو زمین میں خدا کا خلیفہ دیکھے تو اس کے ساتھ چمٹ جانا خواہ تیرا جسم ذبح کر دیا جائے اور تیرا مال تجھ سے چھین لیا جائے۔ جان کی قربانی دینی پڑے، جان قربان کر دینا۔ مال کی قربانی دینی پڑے، مال قربان کر دینا مگر خلیفۃ اللہ کی محبت اور اس سے وابستگی کسی قیمت پر قربان نہ کرنا۔

ایک یادگار پاکیزہ منظوم کلام

حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ سیالکوٹی

لامع ہُوا ہے مہر درخشانِ احمدی — ملتی ہے مفت نعمت الوان احمدی

ہندوستاں کا بخت سیاہ کیوں نہ ہو سفید — ساطع ہُوا ہے مہر درخشانِ احمدی

ہاں قوت روح و قلب کی ہو جس کو آرزو — اک دم ہو میہمان سرخوانِ احمدی

اے دوستو بہت ہُوا ، باطل سن چکے — میری سُنو کہ پڑھتا ہوں قرآنِ احمدی

تثلیث کیا ہے، مکڑی کی جالی سے سُست تر — توحید مستقیم ہے ایمانِ احمدی

اے خارزار دہر کے پژمردہ خاطرو! — دوڑو کہ وا ہے بابِ گلستانِ احمدی

اے جاہلانِ معرفتِ علمِ حق ، اِدھر — آؤ کہ اب کھلا ہے دبستانِ احمدی

ابلاغِ حکمِ خالق و مالک کے واسطے — آیا ہے کمترینِ غلامانِ احمدی

منشورِ لطفِ حضرتِ رحمان ہاتھ میں — پھرتے ہیں سب جہاں میں رسولانِ احمدی

مُدّت ہوئی ہے سوئے ہوئے تم کو اب سنو — شیریں اذانِ مرغِ سحر خوانِ احمدی

پورا ہُوا کلام یسعیاؑ کا دیکھ لو — ٹیلوں پہ ہے خروش بلالانِ احمدی

روح کا لباسِ بیش بہا ہر قماش کا — بِکتا ہے آؤ ، سچی ہے دکانِ احمدی

پاسنگ مگر اس میں نہیں دیکھو غور سے — کیا مستقیم و عدل ہے میزانِ احمدی

خواہش ہے ان کی جوتیاں سیدھی کریں امیر — کیا ہی بڑی ہے شانِ فقیرانِ احمدی

اے خادمانِ مشن مبارک ہو بس تمہیں — یہ روپیہ ، کہ ہم ہیں گدایانِ احمدی

کیا پوچھتے ہو میرے حسب کو نسب کو تم — صافی ہوں اور ہوں میں ثناء خوانِ احمدی

بدر نمبر 37 جلد 1، 8 دسمبر 1905ء

عبدالنور بھٹی۔ متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی

یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ صُلَحَاءُ الْعَرَبِ وَ اَبْدَالُ الشَّامِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عرب اصحاب رضی اللہ عنہم

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں ایک الہام تحریر فرمایا:

ان ربی قد بشرنی فی العرب و الھمنی ان أمونھم و أریھم طریقھم و أصلح لھم شیونھم (حمامۃ البشریٰ رواحانی خزائن جلد 7 صفحہ 182)

یعنی میرے رب نے عربوں کی نسبت مجھے بشارت دی اور الہام کیا ہے کہ میں ان کی خبر گیری کروں اور ٹھیک راہ بتاؤں اور ان کا حال درست کروں۔

1884ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی عربی کتاب نور الحق تالیف فرمائی جس میں یہ بشارت فرمائی:

”وانی اری ان اھل مکۃ یدخلون افواجا فی حزب اللہ القادر المختار، وھذا من رب السماء وعجیب فی اعین اھل الارضین“

اور میں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج در فوج داخل ہو جائیں گے۔ اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب۔

(نور الحق، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 197)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اہل عرب لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے اپنی پہلی عربی تصنیف میں فرماتے ہیں:

”السلام علیکم ایھا الاتقیاء الاصفیاء من العرب العرباء، والسلام علیکم یا اھل ارض النبوۃ وجیران بیت اللہ العظمی“

السلام علیکم اے عرب کے تقوی شعار اور برگزیدہ لوگو۔ السلام علیکم اے سرزمین نبوت کے باسیو اور خدا کے عظیم گھر کی ہمسائیگی میں رہنے والو۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 419)

چنانچہ آپؑ کے سلام کا سب سے پہلے جواب دینے والے حضرت الشیخ محمد بن احمد المکیؓ تھے۔ جنہوں نے 1891ء میں بیعت کی۔ یہ شعب بنی عامر میں رہائش رکھتے تھے جہاں مولد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور مولد حضرت علیؓ کے مکانات واقع تھے۔ یہ کیسا اتفاق ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ سلام جیران بیت اللہ کو بھیجتے ہیں اور پہلا عرب صحابی بھی جیران بیت اللہ سے ہے۔

ان کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

(30) حِبّی فی اللہ محمد ابن احمد مکّی من حارہ شعب عامر۔

اوپر دی گئی تصویر میں پیچھے کھڑے ہوئے دائیں سے دوسرے اور ساتویں بزرگ عرب صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں

یہ صاحب عربی ہیں اور خاص مکّہ معظمہ کے رہنے والے ہیں۔ صلاحیت اور رشد اور سعادت کے آثار اُن کے چہرہ پر ظاہر ہیں اپنے وطن خاص مکہ معظّمہ سے زادہ اللہ مجداً و شرفاً بطور سیر وسیاحت اس ملک میں آئے اور ان دنوں میں بعض بد اندیش لوگوں نے خلاف واقعہ باتیں بلکہ تہمتیں اپنی طرف سے اس عاجز کی نسبت اُن کو سنائیں اور کہا کہ یہ شخص رسالت کا دعویٰ کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم سے منکر ہے اور کہتا ہے کہ مسیح جس پر انجیل نازل ہوئی تھی وہ میں ہی ہوں۔ ان باتوں سے عربی صاحب کے دل میں بہ مقتضائے غیرت اسلامی ایک اشتعال پیدا ہوا تب انہوں نے عربی زبان میں اس عاجز کی طرف ایک خط لکھا جس میں یہ فقرات بھی درج تھے:

ان کنتَ عیسٰی ابن مریم فانزل علینا مائدۃ ایھا الکذّاب۔ ان کنت عیسٰی ابن مریم فانزل علینا مائدۃ ایّھا الدجّال۔ یعنی اگر تو عیسیٰ بن مریم ہے تو اے کذّاب اے دجّال ہم پر مائدہ نازل کر۔ لیکن معلوم نہیں کہ یہ کس وقت کی دعا تھی کہ جو منظور ہوگئی اور جس مائدہ کو دے کر خدائے تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے آخر وہ قادر خدا انہیں اس طرف کھینچ لایا۔ لودھیانہ میں آئے اور اس عاجز کی ملاقات کی اور سلسلۂ بیعت میں داخل ہوگئے۔ فالحمد للّٰہ الذی نجّاہ من النار و انزل علیہ مائدۃ من السّمآء۔ اُن کا بیان ہے کہ جب میں آپ کی نسبت بُرے اور فاسد ظنون میں مبتلا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہتا ہے کہ یا محمد انت کذّاب۔ یعنے اے محمد کذاب تو ہی ہے۔ اور اُن کا یہ بھی بیان ہے کہ تین برس ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگیا اور میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ انشاء اللہ القدیر میں اپنی زندگی میں عیسیٰ کو دیکھ لوں گا۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 538-539)

حضرت محمد سعید الشامی الطرابلسیؓ

یہ طرابلس کے رہائشی تھے جو کہ بیروت سے 30 کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ دہلی بغرض علاج تشریف لے گئے اور دہلی کے مشہور مدرسہ فتح پوری میں علوم عربیہ کی تدریس کے فرائض بجالاتے رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنی تصنیف لطیف سچائی کا اظہار میں حضرت شامی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”(ایک فاضل عرب کی اس عاجز کی کتاب آئینہ کمالات اسلام اور تبلیغ کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت پر گواہی جو ایک بلدہ عظیمہ میں تعلیم ادب وغیرہ کے مدرس ہیں)۔

اخی مکرم مولوی حافظ محمد یعقوب صاحب سلّمہ ڈیرہ دون سے لکھتے ہیں کہ میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ آپ امام زمانہ ہیں مؤید من اللہ ہیں علماء کو اللہ تعالیٰ نے ضرور آپ کا شکار بنایا ہے یا غلام، آپ کا مخالف کبھی کامیاب نہ ہوگا مجھے اللہ تعالیٰ آپ کے خادموں میں زندہ رکھے اور اسی میں مارے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر ایک عرب عالم اس وقت میرے پاس بیٹھے ہیں شامی ہیں۔ سید ہیں۔ بڑے ادیب ہیں ہزاروں اشعار عرب عاربہ کے حفظ ہیں ان سے آپ کے بارے میں گفتگو ہوئی وہ عالم تبحر اور میں عامی محض مگر توفی کے معنے میں کچھ بن نہ پڑا۔ آپ کی عبارت آئینہ کمالات اسلام جو عربی ہے ان کو دکھائی گئی۔ کہا! واللہ ایسی عبارت عرب نہیں لکھ سکتا ہندوستانی کو تو کیا طاقت ہے۔ قصیدہ نعتیہ دکھایا پڑھ کر رو دیا اور کہا خدا کی قسم میں نے اس زمانہ کے عربوں کے اشعار کو کبھی پسند نہیں کیا اور ہندیوں کا تو کیا ذکر ہے مگر ان اشعار کو حفظ کروں گا۔ اور کہا! واللہ جو شخص اس سے بہتر عبارت کا دعویٰ کرے چاہے عرب ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ملعون مسیلمہ کذّاب ہے۔ تَمّ کلامُہ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ کلام ربّانی اور تائید سبحانی کا اعجاز ہے آدمی کا کام نہیں۔ میں نے حضرت کو اپنی جان اور اپنی اہل اور اولاد میں مالک کر دیا“۔

(سچائی کا اظہار، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 75)

پھر آپؑ فرماتے ہیں (عربی سے ترجمہ):

”اور میں نے ان کتابوں کو صرف زمین عرب کے جگر گوشوں کے لئے تالیف کیا ہے اور میری بڑی مراد یہی تھی کہ ان مقدس جگہوں اور مبارک شہروں میں میری کتابیں شائع ہوجائیں پس میں نے دیکھا کہ کتابوں کا ان ملکوں میں شائع ہونا ایک ایسے نیک انسان کے وجود کی فرع ہے جو شائع کرنے والا ہو اور میں نے یقین کیا کہ میری کتابوں کا صلحاء عرب میں شائع ہونا ایک امر محال ہے۔ بجز اس صورت کے کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف سے میرے لئے ان میں سے اور ان کے بھائیوں میں سے کوئی مدد دینے والا مقرر کرے سو میں تضرع کے ہاتھ اٹھاتا اور دعائیں عاجزی سے کرتا تھا کہ یہ آرزو اور مراد میرے لئے حاصل اور متحقق ہو یہاں تک کہ میری دعا قبول کی گئی اور میری مراد مجھے دی گئی اور میری طرف خدا کا فضل ایک ایسے آدمی کو کھینچ لایا جو صاحب علم اور فہم اور مناسبت تھا اور نیک بختوں میں سے تھا۔ اور میں نے اس کو پاک اصل اور پسندیدہ خلق والا اور پاک فطرت والا اور دانا اور پرہیز گار پایا سو میں اس کی ملاقات سے جو میری عین مراد تھی خوش ہوا اور اپنی دعا کا پہلا پھل میں نے اس کو خیال کیا اور آنے والی خیر اور بچانے والے فضل کے لئے میں نے اس کو ایک نیک فال سمجھا اور کثرت خوشی نے مجھ کو ہلا دیا اور اس دن میں اُن لوگوں میں سے ہوگیا جو خوش ہوتے ہیں سو میں نے اپنے نفس کو اس وقت مبارک باد دی اور خدا کا شکر کیا اور کہا کہ اے تمام جہانوں کے خدا تیرا شکر ہے اور اس مجمل بیان کی تفصیل یہ ہے کہ بلاد شام سے ایک جوان صالح خوش رو میرے پاس آیا یعنی طرابلس سے اور حکیم وعلیم اس کو میری طرف کھینچ لایا اور قریب سات مہینے کے یعنی اس وقت تک میرے پاس رہا اور میں نے فراست سے اس کے وجود کو باخیر دیکھا اور اس میں رشد پایا اور اس کے چہرہ میں صلاحیت کے انوار پائے اور صلحاء کے نشان پائے۔ پھر میں نے اس کے حال اور قال میں غور کی اور اس کے ظاہر اور باطن میں تفحّص کیا اور اس نور اور الہام کے ساتھ دیکھا جو مجھ کو عطا کیا گیا ہے سو میں نے مشاہدہ کیا کہ وہ حقیقت میں نیک ہے اور متانت عقلی اس کو حاصل ہے اور آدمی نیک بخت ہے جس نے جذبات نفس پر لات ماری اور ان کو الگ کر دیا ہے اور ریاضت کش انسان ہے۔ پھر خدا نے اس کو کچھ حصہ میری شناخت کا عطا کیا سو وہ بیعت کرنے والوں میں داخل ہوگیا اور خدا تعالیٰ نے ہماری معرفت کی باتوں میں سے ایک عجیب دروازہ اس پر کھول دیا اور اس نے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام ایقاظ الناس رکھا اور وہ کتاب اس کے وسعت معلومات پر

دلیل واضح ہے اور اس کی رائے صائب پر ایک روشن حجت ہے اور وہ کتاب ہر ایک مباحث کے لئے ہر ایک میدان میں کفایت کرتی ہے اور جب اس نے اس کتاب کا تالیف کرنا شروع کیا تو بہت سی کتابیں حدیث اور تفسیر کی جمع کیں اور ہر ایک امر میں پوری پوری غور کی سو یہ کتاب اس کے فکروں کا ایک دودھ اور اس کی نظروں کا ایک نور ہے اور عارف کی علامت اس کی معرفت کی باتیں ہی ہوتی ہیں اور جب میں نے اس کی کتاب کو پڑھا اور صفحہ صفحہ کر کے اس کے باب دیکھے اور اس کی چادر اٹھائی تو میں نے اس کے بیان کو ملیح پایا اور اس کی شان کی میں نے تعریف کی اور میں نے اس میں کوئی ایسی بات نہ پائی کہ جو اس کو بٹہ لگاوے اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کی کتاب کو میری کتابوں کے ساتھ شائع کرے اور اس میں قبولیت رکھ دیوے اور اس میں اپنی طرف سے ایک روح داخل کرے اور بعض دل پیدا کرے جو اس کی طرف جھک جاویں اور اس کے مؤلف کو دونوں جہانوں میں بدلہ دے اور اس کے مقاصد میں برکت ڈالے اور اس کو مقبولوں میں داخل کرے اور جب وہ اپنی تالیف سے فارغ ہوا تو اس کے اخلاص نے اس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہماری معرفت کی باتوں کو اپنے وطن کے علماء تک پہنچاوے اور ہماری خبریں ان میں پھیلاوے۔ اور منادی بن کر ہر ایک طرف آوازیں پہنچاوے اور کتابوں کو شائع کرے تا ان لوگوں پر حقیقت کھل جاوے اور یہ وہی مراد ہے جس کے لئے ہم دن رات دعائیں کرتے تھے اور میں دیکھتا ہوں کہ یہ شخص اپنے قول اور وعدہ میں مرد صادق ہے بے ہودہ کلام سے پرہیز کرتا ہے۔ اور زبان کو ہر ایک چراگاہ میں مطلق العنان نہیں چھوڑتا اور خدا تعالیٰ نے ہماری محبت اس کے دل میں ڈال دی سو ہم سے وہ محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے اور جو کچھ اس نے کہا اور وعدہ کیا میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ اس کا اہل ہے اور جیسا کہ کہا ویسا ہی کرے گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا اس کو ہمارے بیج کی نشوونما اور تروتازگی کا باعث کرے اور ہمارا دودھ اس کے ذریعہ سے خوشگوار ہو جاوے۔ اور خدا سب مسببوں سے نیک تر ہے اور میں نے دیکھا کہ یہ شخص ریاضت کش اور صابر ہے شکوہ اور جزع فزع اس کی سیرت نہیں اور میں نے بارہا دیکھا کہ یہ شخص ادنیٰ چیزوں کے کھانے پر کفایت کرتا ہے اور ایسا ہی ادنیٰ ملبوسات پر اگر لحاف نہ ہو تو اس کو مانگتا نہیں بلکہ دھوپ میں بیٹھنے اور آگ سینکنے سے گذارہ کر لیتا ہے اور تکلیف اٹھا کر اپنے تئیں سوال سے باز رکھتا ہے میں نے اس میں فروتنی اور حلم اور انابت اور نرمیٔ دل کو پایا اور خدا بہتر جانتا ہے اور وہ اس کا حسیب ہے میں نے جو دیکھا سو کہا پس خدا کی رحمت سے کچھ تعجب مت کرو کہ وہ اس شخص کی سعی سے ان حرجوں کو اٹھادے جو ہمیں پہنچ گئے اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے جس بات کو وہ چاہے کوئی اس کو روک نہیں سکتا اور جو کچھ وہ دیوے کوئی اس کو رد نہیں کر سکتا وہ اپنے دین کا حافظ ہے اور تمام ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کریں۔ اور بھائیو! یہ بھی تمہیں معلوم رہے کہ دیار عرب میں کتابوں کے شائع کرنے کا معاملہ اور ہماری کتابوں کے عمدہ مطالب عرب کے لوگوں تک پہنچانا کچھ تھوڑی سی بات نہیں بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے اور اس کو وہی پورا کر سکتا ہے جو اس کا اہل ہو۔ کیونکہ یہ باریک مسائل جن کے لئے ہم کافر ٹھہرائے گئے اور جھٹلائے گئے کچھ شک نہیں کہ وہ عرب کے علماء پر بھی ایسے سخت گذریں گے جیسا کہ اس ملک کے مولویوں پر سخت گذر رہے ہیں بالخصوص عرب کے اہل بادیہ کو تو بہت ہی ناگوار ہوں گے کیونکہ وہ باریک مسائل سے بے خبر ہیں اور وہ جیسا کہ حق سوچنے کا ہے سوچتے نہیں اور ان کی نظریں سطحی اور دل جلد باز ہیں مگر ان میں قلیل المقدار ایسے بھی ہیں جن کی فطرتیں روشن ہیں اور ایسے لوگ کم پائے جاتے ہیں''۔

(نور الحق حصہ اول، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 20 تا 25)

ان کی شادی کے متعلق سیرۃ المہدی میں مندرجہ ذیل روایت ملتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک نوجوان عرب جو حافظ قرآن اور عالم تھا، آ کر رہا اور آپ کی تائید میں اس نے ایک عربی رسالہ بھی تصنیف کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی شادی کا فکر کیا۔ میرے گھر کے ایک حصہ میں میرے استاد حافظ محمد جمیل صاحب مرحوم رہا کرتے تھے۔ ان کی بیوی کی ایک ہمشیرہ نوجوان تھی۔ حضرت صاحب نے ان کو رشتہ کے لئے فرمایا۔ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ لڑکی کے والد سے دریافت کرنا ضروری ہے لیکن میں حضور کی تائید کروں گا۔ اتنے میں خاکسار حسب عادت قادیان گیا۔ جب میں نے مسجد مبارک میں قدم رکھا۔ تو اس وقت حضرت صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور وہ عرب صاحب موجود تھے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ''ھذا رجل حافظ نور محمد'' اور حضور نے فرمایا: کہ میاں نور محمد آپ عرب صاحب کو ہمراہ لے جائیں اور وہ لڑکی دکھلا دیں۔ بعد نماز ظہر میں عرب صاحب کو ساتھ لے کر فیض اللہ چک کو روانہ ہوا۔ آپ کے ارشاد کے ماتحت کارروائی کی گئی مگر انہوں نے پسند نہ کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی شادی مالیر کوٹلہ میں کرادی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ایک عرب صاحب جو آخری زمانہ میں قادیان آ کر رہے تھے۔ ان کا نام عبدالحی تھا اور حضرت صاحب نے ان کی شادی ریاست پٹیالہ میں کرادی تھی۔ سو اگر اس روایت میں انہی کا ذکر ہے۔ تو مالیر کوٹلہ کے متعلق حافظ نور محمد صاحب کو سہو ہوا ہے۔ یا شاید یہ عرب صاحب اور ہوں گے۔

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ نمبر 520 تا 521، روایت نمبر 508)

حضرت عبد اللہ العرب صاحبؓ

ان کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب حمامۃ البشریٰ میں ملتا ہے۔ یہ ایک بہت مشہور پیر جن کا نام پیر جھنڈے والے تھا، کے مرید تھے ان پیر صاحب کو خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت ہوئی۔ تو انہوں نے آپ سے حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں دریافت کیا کہ کیا یہ شخص سچا ہے یا جھوٹا تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے۔ اس پر ان پیر صاحب نے اپنے دو خاص مرید عبد اللطیف اور عبد اللہ العرب صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں بھیجا جو آپؑ کو فیروز پور میں ملے۔ (ماخوذ از حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 310، 309)

ایک دوسری جگہ بھی موصوف کا اس طرح سے ذکر ملتا ہے کہ سید عبداللہ العرب صاحب نے ایک رسالہ ایک شیعہ علی حائری کے رد میں عربی زبان میں لکھا تھا جس کا نام سبیل الرشاد تھا۔ جب یہ رسالہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو سنایا تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ساتھ ساتھ اردو ترجمہ بھی کرتے جاؤ کہ تم کو مشق ہو مگر عرب صاحب کو جرأت نہ ہوئی کہ اتنی مجلس میں ترجمہ ٹوٹی پھوٹی اردو میں سناویں۔ یہ رسالہ سنتے ہوئے بعض نکات کی طرف توجہ دلائی اور آخر پر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ تعریفی کلمات ارشاد فرمائے:

”عمدہ لکھا ہے اور معقول جواب دیئے ہیں“۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 348-347 جدید ایڈیشن)

سید عبداللہ عرب صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ سے سوال کیا کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں۔ وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں؟ فرمایا: مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو، عرب صاحب نے عرض کیا وہ لوگ حضورؑ کے حالات سے واقف نہیں ہیں اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی، حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ان کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب۔ عرب صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کے لوگ بہت سخت ہیں اور ہماری قوم شیعہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: تم خدا کے بنو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کا معاملہ صاف ہو جائے اللہ تعالیٰ آپ اس کا متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔

(10 ستمبر 1901ء از ملفوظات جلد 2 صفحہ 280 تا 281۔ ایڈیشن 2016ء)

حضرت سید علیؓ ولد شریف مصطفیٰ عرب

آپؓ کی بیعت غالباً 1891 تا 1893 کے درمیانی عرصہ کی ہے۔ ان کا خط حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف لطیف ”سچائی کا اظہار“ میں درج فرمایا۔

(سچائی کا اظہار روحانی خزائن جلد نمبر 6 صفحہ 76 تا 80)

اس خط میں حضرت مسیح موعودؑ کو کوکب الشرق المنیر، صاحب الہام و منبع العلوم و العطایا جیسے عظیم القاب سے یاد کیا گیا ہے۔

آپؓ نے اس خط میں بہت سے اشعار قصیدہ نعتیہ کے طور پر تحریر فرمائے۔

حضرت عبدالمحی عرب الحویریؓ

آپؓ شیعوں میں سے احمدی ہوئے تھے۔ سیرت المہدی میں آپؓ کی بیعت کا واقعہ اس طرح سے درج ہے۔

”1200 بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ملک مولا بخش صاحب پنشنر نے بذریعہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک صاحب عبدالمحی عرب قادیان میں آئے تھے۔ انہوں نے سنایا کہ میں نے حضرت اقدس کی بعض عربی تصانیف دیکھ کر یقین کر لیا تھا کہ ایسی عربی بجز خداوندی تائید کے کوئی نہیں لکھ سکتا۔ چنانچہ میں قادیان آیا اور حضورؑ سے دریافت کیا کہ کیا یہ عربی حضورؑ کی خود لکھی ہوئی ہے۔ حضورؑ نے فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل وتائید سے۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر آپ میرے سامنے ایسی عربی لکھ دیں تو میں آپ کے دعویٰ کو تسلیم کرلوں گا۔ حضورؑ نے فرمایا یہ تو اقتراحی معجزہ کا مطالبہ ہے۔ ایسا معجزہ دکھانا انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔ میں تو تب ہی لکھ سکتا ہوں جب میرا خدا مجھ سے لکھوائے۔ اس پر میں مہمان خانہ میں چلا گیا اور بعد میں ایک چٹھی بھی عربی میں حضورؑ کو لکھی۔ جس کا حضورؑ نے عربی میں جواب دیا۔ جو ویسا ہی تھا۔ چنانچہ میں داخل بیعت ہوگیا“۔

(سیرت المہدی جلد نمبر 2 صفحہ 146)

اسی طرح آپؓ کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف لطیف حقیقۃ الوحی میں بھی ہے جہاں آپ کا نام سخت زلزلے والی پیش گوئی مؤرخہ 28 فروری 1907ء کے قبل از وقت سننے والے گواہوں میں حضورؑ نے اس طرح سے درج فرمایا ہے:

”عبدالمحی عرب مصنف لغات القرآن“

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 491)

موصوف نے 1912ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ حج کیا اور رسالہ مصالح العرب کے مدیر بھی تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد 3، صفحہ 410)

یہ وہ چند اصحاب مسیح موعودؑ ہیں جن کا ذکر کتب سلسلہ میں ملتا ہے۔ یقیناً ان کے علاوہ بھی بہت سے اصحاب مسیح موعودؑ ہوں گے جنہوں نے قربانیوں کی عظیم مثالیں قائم کیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ہمیں بھی ان کی نیکیوں کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اے جماعت برادران بشارت ہو تمہیں

بُشْرٰی لَکُمْ یَا مَعْشَرَ الإِخْوَانِ
طُوبٰی لَکُمْ یَا مَجْمَعَ الخُلَّانِ
تمہیں اے جماعت برادران بشارت ہو
تمہیں اے جماعت دوستان مبارک ہو

ظَهَرَتْ بُرُوقُ عِنَايَةِ الحَنَّانِ
وَبَدَا الصِّرَاطُ لِمَنْ لَّهُ العَيْنَانِ
خدا تعالیٰ کی عنایت کی چمک ظاہر ہوگئی اور جو شخص دو آنکھیں رکھتا ہے اس کے لئے راہ کھل گیا

وَ بَشَارَةٌ مِّنْ سَيِّدِ خَيْرِ الوَرٰى
ظَهَرَتْ مُطَهَّرَةً مِّنَ الأَدْرَانِ
اور ایک بشارت رسول ﷺ کی ایسے پاک طور پر ظاہر ہوگئی کہ کوئی میل اس کے ساتھ نہیں

اَلْيَوْمَ يَبْكِي كُلُّ أَهْلِ بَصِيرَةٍ
مُتَذَكِّرًا لِّمَرَاحِمِ الرَّحْمٰنِ
آج ہر یک اہل بصیرت رو رہا ہے اور رونے کا سبب خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو یاد کرنا ہے

وَمُصَدِّقًا أَنْوَارَ نَبَأَ نَبِيِّنَا
وَمُعَظِّمًا لِّمَوَاهِبِ المَنَّانِ
اور دوسرے یہ سبب کہ رونے والے آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کی تصدیق کرتے ہیں اور بخشائش محسن حقیقی کی عظمت کا تصور کر رہے ہیں

اَلْيَوْمَ كُلُّ مُبَايِعٍ ذِي فِطْنَةٍ
اِزْدَادَ إِيْمَاناً عَلٰى إِيْمَانِ
آج ہر یک دانا بیعت کرنے والا اپنے ایمان میں ایسا زیادہ ہوگیا کہ گویا نیا ایمان پایا

هٰذَا أَوَانُ النَّصْرِ مِنْ رَّبِّ السَّمَا
ذِي مُصْمِيَاتٍ مُّوْبِقِ الفَتَّانِ
یہ رب السماء کی طرف سے مدد کا وقت ہے جس کے تیر خطا نہیں کرتے اور فتنہ انگیز کو ہلاک کرتا ہے

نَزَلَتْ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ لِنَصْرِنَا
رُعِبَ العِدَا مِنْ عَسْكَرٍ رُوْحَانِي
ہماری مدد کے لئے آسمان سے فرشتے اُتر آئے
لشکرِ روحانی سے دشمن ڈر گئے

(انتخاب از نور الحق، روحانی خزائن جلد صفحہ 227-217)

آنریبل چارلس فرانسس سیورائٹ

حضرت محمد عبدالحق صاحب رضی اللہ عنہ

(مکرم محمد اجمل شاہد صاحب۔ امریکہ)

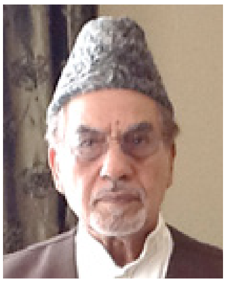

مضمون نگار

آج سے ایک صدی سے زائد عرصہ قبل دنیا کے دور دراز برّاعظموں میں آباد جن لوگوں تک حضور علیہ السلام کا پیغام پہنچا تھا ان میں سے چند گنتی کے افراد کو حضورؑ سے ملنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ سرزمین امریکہ کے شہر لاس اینجلیس (ریاست کیلیفورنیا) کے مشہور فارسٹ لون قبرستان میں ایک ایسے ہی خوش قسمت صحابی حضرت محمد عبدالحق صاحبؓ (چارلس فرانسس سیورائٹ) مدفون ہیں جنہیں مسیح زماں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حین حیات 1903ء میں قادیان جاکر حضورؑ سے ملنے اور تبادلہ خیالات کا غیر معمولی شرف حاصل ہوا۔ آپ قادیان میں صرف دو دن ٹھہرے تھے اور اس کے بعد بعض دیگر مسلم جماعتوں اور ان کے زعماء کا جائزہ لے کر اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس زمانہ میں احمدیہ جماعت ہی ایسی جماعت ہے جو تبلیغ اِسلام کا صحیح حق ادا کر رہی ہے۔ اس لئے آپ نے حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی 1906ء میں احمدیت میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسٹر چارلس وہ واحد آسٹریلین باشندہ ہیں جنہیں مامور زمانہ کے صحابی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا، ع یہ رُتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

حالاتِ زندگی اور قبول اسلام

مسٹر چارلس کا آبائی تعلق آسٹریلیا کے شہر ملبورن سے تھا۔ آپ وہاں 1862ء میں پیدا ہوئے۔ مذہباً آپ رومن کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ 1896ء میں آپ نے اسلام قبول کیا اور اپنا نام محمد عبدالحق تجویز کیا۔ چنانچہ آپ نے اس کی تفصیل جماعت احمدیہ امریکہ کے سہ ماہی رسالہ مسلم سن رائز میں بیان کی تھی:

"In by 34th year of age, on the 23rd March 1896, I was led to investigate the Islamic Philosophy. This became the means of converting me from Orthodox Christianity to the natural religion of which The Holy Prophet(SAW) was the founder"

(Moslem Sunrise 1922 issue 4)

ترجمہ: 23مارچ 1896ء کو جب میری عمر 34 سال کی تھی میری توجہ اس طرح مبذول ہوئی کہ میں مذہب اسلام کا تحقیقی مطالعہ کروں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے آرتھوڈاکس عقائد پر مبنی عیسائیت کو ترک کرکے اسلام، جو ایک دین فطرت ہے اور جس کی بنیاد حضرت محمد ﷺ نے رکھی تھی، قبول کرلیا۔

آپ کی یہ خواہش تھی کہ اسلامی ممالک میں جاکر اس مذہب کے متعلق مزید معلومات حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی تقریب یوں پیدا ہوئی کہ ہندوستان کے شہر مدراس میں انڈین نیشنل کانگریس کا سالانہ اجلاس ہو رہا تھا۔ اس میں آپ کو برٹش اینڈ انڈین ایمپائر لیگ کی طرف سے آسٹریلیا کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ایک پٹیشن پیش کرنا تھی۔ اس سفر سے آپ کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ ہندوستان میں مسلم زعماء اور اسلامی جماعتوں کا بھی جائزہ لے سکیں گے۔ چنانچہ آپ کے لاہور میں قیام کے دوران ایک تقریب میں بعض احمدی افراد سے رابطہ ہوا جنہوں نے ان کو قادیان جانے کی دعوت دی۔ اس کی تفصیل تاریخ احمدیت میں ”ایک آسٹریلین نومسلم قادیان میں“ کے عنوان سے یوں درج ہے:

”لاہور میں میاں معراج الدین عمر اور حکیم نور محمد صاحب احمدی کو ان کا پتہ چلا تو انہیں اپنے ساتھ قادیان چلنے کی تحریک کی جس پر وہ 22اکتوبر 1903ء کو قادیان گئے۔ جہاں ان کا بڑے تپاک سے استقبال کیا گیا۔ عبدالحق صاحب نے قادیان میں دو دن قیام کیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے درس قرآن کے معارف سے محظوظ ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی ملاقات کی۔ دوران ملاقات اس بات کا اظہار کیا کہ یہاں آکر مجھے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی عرصہ سے مجھے تلاش تھی وہ قادیان ہی کے لوگ ہیں۔ رنگون میں میں نے آپ کے حالات سنے اور چند تصانیف بھی دیکھی تھیں مگر مجھے آپ کا پتہ معلوم نہ ہوا۔ اور یہ اُمید نہ تھی کہ اس قدر جلد زیارت میسر آجائے گی“۔ (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 340-339)

مسٹر عبدالحق صاحب نے یہ بھی عرض کی کہ قرآن مجید کا ایک ترجمہ شائع کیا جائے۔ یوروپین لوگوں کو بہت ضرورت ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میرا خود بھی یہ ارادہ ہے کہ ایک ترجمہ قرآن شریف کا ہمارے سلسلہ کی طرف سے شائع ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے سامنے اپنی اس دیرینہ آرزو کا بھی اظہار فرمایا:

”یوروپین لوگوں میں سے کوئی ایسا نکلے جو اس سلسلہ کیلئے زندگی کا ایک حصہ وقف کرے۔ لیکن ایسے شخص کے لئے ضروری ہے کہ کچھ عرصہ صحبت میں رہ کر رفتہ رفتہ وہ

لاس اینجلز کے قدیمی اور تاریخی فارسٹ لان قبرستان میں آسودۂ خاک حضرت عبد الحق صاحبؓ اور ان کی اہلیہ کے مزار

تمام ضروری امور سیکھ لیوے جن سے اہل اسلام پر سے ایک ایک داغ دور ہوسکتا ہے۔ اور وہ تمام قوت اور شوکت سے بھرے ہوئے دلائل سمجھ لیوے جن سے یہ مرحلہ طے ہوسکتا ہے۔ تب وہ دوسرے ممالک میں جاکر اس خدمت کو ادا کرسکتا ہے''۔ (البدر 23 اکتوبر 1903ء)

عبد الحق صاحب نے معذرت کی اور کہا کہ میں کل یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا اور ایک ضروری دورہ پر روانہ ہوں گا۔ اس دورہ کے بعد دیکھوں گا کہ مجھے کون سی راہ اختیار کرنی چاہئے۔ چنانچہ وہ اگلے روز 24 اکتوبر 1903ء کو واپس چلے گئے۔ پھر معلوم نہیں کہ کیا ہوئے۔ بہرحال حضورؑ نے ان تک پیغام صداقت پہنچانے کا حق ادا کر دیا''۔ (تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 339-340)

تاریخ احمدیت کی یہ رپورٹ اس تحریر پر مبنی ہے جو اس زمانہ میں ''البدر'' 23 اور 29 اکتوبر 1903ء میں شائع ہوئی تھی۔ قادیان سے جانے کے بعد عین ممکن ہے کہ حضرت محمد عبد الحق صاحب نے بعض اور شخصیات یا جماعتوں سے مل کر جائزہ لیا ہو لیکن بالآخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ مسیحائے زمان کی روحانی جماعت میں شامل ہوجائیں۔ قادیان میں مختصر قیام اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا ان کے دل و دماغ پر جو گہرا اثر تھا، اس کا اندازہ ان کے اس بیان سے ہوسکتا ہے:

Nothing astonished me more among all the extraordinary incidents during my Missionary travels, than the finding of myself in that sacred place and face to face with its Messiah. Eventually when I was presented to Him and eyes looked into eyes, He knew me to be Abdul Haqq (The slave of Truth) and I knew him to be the Divinely Appointed one to call the True Believers (The faithful) together again to make the world safe for ISLAM. The Muslim confidences the followed betokened the Love of God between us. Soul spoke to soul through spirit after Allah had joined them by means of that Miraculous meeting, the fore-ordained or predestined as all events are arranged in Islam by the Almighty and One only true God (Allah O Akbar)

(Moslem Sunrise,1922, Issue 4 PP. 143-146)

''میں نے دنیا میں بطور مسلم مشنری جو سفر کئے ان میں سب سے حیران کن سفر قادیان کی مقدس بستی کا تھا جہاں میں نے مسیحائے زمان کے روبرو ہونے کی سعادت حاصل کی۔ جب مجھے حضور کے سامنے لے جایا گیا اور میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا وہ مجھے جانتے تھے کہ میں عبد الحق یعنی واقعی سچائی کا غلام ہوں اور میں ان کو بخوبی جانتا تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کا وہی فرستادہ ہے جو حقیقی مومنوں کو اِسلام کے محفوظ دائرہ میں اکٹھا کر رہا ہے۔ مجھے یقین تھا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں باہمی محبت پیدا کردی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر یہ کیفیت پیدا کردی تھی کہ ہماری روحیں ایک دوسرے سے ہمکلام تھیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدائے وحدہ نے یہ گھڑی پہلے سے اپنی تقدیر میں مقرر کر رکھی تھی''۔ (اللہ اکبر)

(مسلم سن رائز 1922ء نمبر 4)

قبول احمدیت

حضرت محمد عبد الحق ہندوستان میں چند ماہ رہنے کے بعد اور اپنے سرکاری فرائض سرانجام دینے کے بعد واپس آسٹریلیا چلے گئے۔ جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ ہندوستان میں انہوں نے بعض اور مسلم شخصیات سے بھی ملاقات کی ہوگی لیکن ان کے دل پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی شخصیت کا جو گہرا اثر تھا اس کے مطابق انہوں نے احمدیت میں داخل ہونے کا فیصلہ کرلیا چنانچہ انہوں نے اس کا خود یوں ذکر فرمایا:

I have become a member of the Ahmadiyya Society of Qadian, so as to be associated with the most advanced sections of the Muslim Students of all the important religions of the world, as well as to be united in a very active Mohammadan Missionary Association for the spreading of the Islamic knowledge."

ترجمہ: ''میں نے احمدیہ جماعت قادیان میں باقاعدہ شمولیت کرلی ہے تاکہ میں دنیا میں مذہب اسلام کے اندر پائے جانے والے فرقوں میں سے سب سے زیادہ ترقی یافتہ فرقہ سے منسلک ہوجاؤں کیونکہ یہی جماعت دنیا میں اسلامی تعلیمات کے پھیلانے میں فعال جماعت ہے''۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حین حیات قبول احمدیت گویا آپ کی حضورؑ سے ملاقات کا ہی تسلسل تھا۔ اس لئے ہم

وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ حضورؑ کے زمرہ صحابہ میں شامل تھے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

امریکہ (لاس اینجلس) میں آمد

حضرت محمد عبدالحق صاحب کچھ عرصہ بعد آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ چلے گئے اور وہاں سے انہوں نے اپنے قبول احمدیت کا اعلان کیا جو ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوا۔ اسی سال آپ امریکہ میں کیلیفورنیا کے شہر فریسنو میں ہجرت کر گئے۔ وہاں آپ ایک لمبا عرصہ قیام پذیر رہے اور غالباً 1930ء میں وہاں سے لاس اینجلس چلے گئے اور تادم واپسیں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

1920ء میں جب حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ امریکہ میں بطور مبلغ بھجوائے گئے تو حضرت محمد عبدالحق صاحب نے اپنا رابطہ ان سے قائم کیا۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے یہاں جو سہ ماہی رسالہ مسلم سن رائز نکالا تو آپ کے مضامین اس میں شائع ہوتے رہے۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ امریکہ کے ویسٹ کوسٹ میں جماعت احمدیہ کا آغاز اس وقت شروع ہوا جب حضرت محمد عبدالحق صاحب نے غالباً 1906ء میں یہاں ہجرت فرمائی تھی۔ اپنی تبلیغی مساعی کی وجہ سے وہ لوگوں میں بطور مسلم مشنری متعارف تھے۔ آپ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے اپنے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"After the advent in America of Mufti Muhammad Sadiq, I have further fulfilled by pledge to associate with the Ahmadiyya Movement in Islam, and have been active in assisting its first Missionary, for many months passed, to gain a footing in these Disunited states."

(Moslem Sunrise 1972, Issue 4)

ترجمہ: "جب حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ امریکہ میں بطور مشنری تشریف لائے تو میں نے جو احمدیت سے اپنے تعلق کا عہد بیعت کیا تھا اس کے مطابق میں پوری تندہی کے ساتھ گذشتہ کئی ماہ سے اس پہلے مشنری کے ساتھ ممد ومعاون تھا تاکہ امریکہ کی غیر متحد ریاستوں میں اسلام اپنی جڑھ پکڑ سکے"۔

حضرت محمد عبدالحق صاحبؓ کے مضمون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ لاس اینجلز میں بذریعہ اخبار اسلامی تعلیمات کے متعلق تحریر کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ 18 اپریل 1923ء کو لاس اینجلس ایگزامینر میں انہوں نے رمضان المبارک کی خصوصی عبادات کی مختصر اُوضاحت کی تھی۔

حضرت محمد عبدالحق صاحبؓ اپنی زندگی میں لاس اینجلس کے مادیت پرست اور عیسائیت زدہ علاقہ میں اِسلام کی نمائندگی کرتے رہے اور ان کو اِسلامی تعلیمات کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ اس وقت بظاہر یہ نقارخانہ میں طوطی کی آواز تھی لیکن ہمیں یقین ہے کہ آپ کی یہ ہلکی سی آواز اور دردمندانہ دعائیں اپنے وقت پر بارآور ہوں گی۔

وماذالک علی اللہ بعزیز

فارسٹ لان قبرستان

حضرت محمد عبدالحق صاحبؓ لاس اینجلز کے اس قدیمی اور تاریخی قبرستان میں آسودہ خاک ہیں جو بہت وسیع وعریض میل ہا میل رقبہ میں واقع ہے اور اسے متعدد حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ بغیر مکمل پتہ اور جگہ کی واقفیت کے قبر تلاش کرنا آسان نہیں۔ مبلغ سلسلہ مولانا انعام الحق کوثر صاحب حال امیر جماعت ومبلغ انچارج آسٹریلیا نے چند سال قبل انتہائی کوشش اور محنت سے اس بزرگ صحابی کی قبر دریافت کی تھی۔ جزاہ اللہ خیراً۔

خاکسار بھی 25 جنوری 2018ء کی ایک خوبصورت صبح کو اپنے دو عزیزان مکرم آفتاب احمد خان اور مکرم عبدالسمیع صاحب کے ساتھ اس قبرستان میں گیا۔ بوجہ اتوار سارا قبرستان زائرین سے بھرا ہوا تھا مختلف قبروں پر لوگ پھول نچھاور کر رہے تھے اور بعض اپنے احباب اور افراد خانہ کے ساتھ ایک قسم کی پکنک میں مصروف تھے۔ ہم کافی تلاش کے بعد موصوف کی قبر تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے اور ہم نے دُعا کیلئے ہاتھ بلند کئے۔ (حضرت محمد عبدالحق صاحبؓ کے ساتھ ان کی اہلیہ کی قبر بھی ہے) دعا کرتے ہوئے یہ جذبات ہمارے دل میں موجزن تھے کہ خدا تعالیٰ حضرت محمد عبدالحق صاحبؓ کی قربانیوں اور دُعاؤں کو قبول فرمائے اور اس علاقہ کو اسلام کے نور سے روشن فرمائے۔ آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم حشمت اللہ صاحب ابن مکرم کمانڈر مبشر احمد صاحب مرحوم مؤرخہ 04 فروری 2020ء بعمر 32 سال وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

عزیزم 17/ جولائی 1987ء کو پشاور میں پیدا ہوئے اور 1991ء میں ساڑھے تین سال کی عمر میں اپنے والدین کے ہمراہ جرمنی آگئے۔ جرمنی میں Abitur کرنے کے بعد عزیزم نے گرافک ڈیزائننگ کے علاوہ گاڑیوں کی خرید و فروخت کے لئے کئے جانے والے ڈپلومہ میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے میڈل حاصل کیا۔

عزیزم پیدائشی طور پر بیمار تھا۔ جس کی وجہ سے چند ہفتوں کے بعد خون لگوانے کے تکلیف دہ مرحلہ سے گزرنا پڑتا تھا۔ مرحوم نے اس طویل اور مستقل بیماری کا بڑے صبر وحوصلہ سے مقابلہ کیا۔ عزیزم نے جرمن حکومت کی طرف سے سوفیصد معذوری کا سرٹیفیکیٹ ملنے کے باوجود ملنے والی حکومتی امداد پر انحصار کرنے کی بجائے خود محنت کر کے رزق حلال کے حصول کا طریق اپنایا۔ مرحوم کی مارچ 2019ء میں شادی عزیزہ صبا صاحبہ بنت مکرم محمد اشرف صاحب آف ربوہ سے ہوئی تھی۔

مرحوم کی نماز جنازہ 6 فروری 2020ء بعد نماز عشاء مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے پڑھائی اور مؤرخہ 7 فروری بروز جمعہ SÜD FRIEDHOF فرانکفرٹ میں تدفین ہوئی۔ عزیزم کی والدہ محترمہ دسمبر 2010ء میں وفات پاگئی تھیں اور والد محترم کی وفات فروری 2017ء میں ہوئی تھی۔ دونوں اِسی قبرستان میں مدفون ہیں۔

مکرم حشمت اللہ صاحب کا تعلق جماعت کے معروف احمدی گھرانے سے تھا۔ مرحوم کے دادا مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب واقف زندگی کو طویل عرصہ تک فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمت کی توفیق ملی جبکہ پڑدادا ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ اور معالج خصوصی حضرت مصلح موعودؓ تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی بیگم عزیزہ صبا حشمت و دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین

(مظفر احمد حلقہ لاؤٹربورن آفن باخ۔ سیکرٹری سمعی وبصری جرمنی)

قبل از قیام جماعت

سلطان احمد قمر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی اور خدمات اسلام

13.02.1835: حضور علیہ السلام کی ولادت بمطابق 14شوال 1250ھ بروز جمعہ طلوع فجر کے بعد قادیان میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام حضرت غلام مرتضیٰ صاحب اور والدہ کا نام حضرت چراغ بی بی صاحبہ تھا۔

1841 تا1852: چھ سات سال کی عمر سے اٹھارہ سال تک محترم فضل الٰہی صاحب سے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں، محترم فضل احمد صاحب سے عربی کی ابتدائی تعلیم اور محترم گل علی شاہ صاحب سے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کی تعلیم حاصل کی۔

1854ء: حضور علیہ السلام کی پہلی شادی آپ کے ماموں مرزا جمعیت بیگ صاحب کی بیٹی حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی۔

1856ء: پہلے بیٹے مرزا سلطان احمد صاحب کی پیدائش۔

1860-61 : حضور علیہ السلام نے سیالکوٹ میں ملازمت کا آغاز کیا۔ متعدد بار خدائی حفاظت کے معجزات کا ظہور ہوا۔ قیامِ سیالکوٹ کے دوران دعوت حق کی مہم کا آغاز، عیسائی پادریوں سے مناظرات، متعدد مشاہیر نے اس دور میں آپ کی پاکیزہ زندگی سے متعلق گواہی دی ہے۔

1865ء: حضور علیہ السلام کو پہلا الہام ہوا

18.04.1867: حضور علیہ السلام کی سیالکوٹ سے واپسی اور والدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کا انتقال ہوا۔

1868ء: حضور علیہ السلام کو ایک طویل الہام ہوا جس کے آخری الفاظ یہ تھے ”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“۔

06.09.1872: حضور علیہ السلام نے لودھی ننگل کے مولوی اللہ دتہ صاحب سے مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مذاکرہ کرتے ہوئے فارسی نظم تحریر کر کے بھجوائی۔

1873ء: حضور علیہ السلام زمینداروں کے خلاف ایک مقدمہ کی پیروی کے لئے امرتسر تشریف لے گئے جس کے بارہ میں آپ کو پیشگی فتح کی بشارت دی گئی تھی۔

1874ء: مستقبل سے متعلق ایک عظیم الشان خبر رؤیا میں ایک فرشتہ نے حضور علیہ السلام کو نان دیتے ہوئے کہا:

”یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے“

1875ء: سنت انبیاء کی پیروی کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے 8،9 ماہ کے مسلسل روزے رکھے۔ ان ایام میں آپ پر بہت سے انوار سماوی کے دروازے کھولے گئے۔

01.06.1876: حضور علیہ السلام کے والد ماجد کی وفات ہوئی اور الہام الیس اللہ بکاف عبدہ ہوا۔ یہ الہام امرتسر سے ایک انگوٹھی پر کندہ کرایا گیا۔ اس پر پانچ روپے خرچ ہوئے۔

1877ء: حضور علیہ السلام نے حضرت میر حسام الدین صاحب کی دعوت پر سیالکوٹ کا سفر اختیار کیا اور اپنے مخلص دوست لالہ بھیم سین صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔

01.12.1877: حضور علیہ السلام کا پہلا مضمون بنگلور کے اخبار ”منشور محمدی“ میں شائع ہوا۔ اس میں یہ اعلان فرمایا کہ آپ ہر اس غیر مسلم کو پانچ سو روپیہ کی رقم بطور انعام پیش کرنے کے لئے تیار ہیں جو اپنی مسلّمہ مذہبی کتابوں سے ان تعلیمات کے مقابل آدھی بلکہ تہائی تعلیمات بھی پیش کر دے جو حضور علیہ السلام اسلام کی مسلّمہ اور مستند مذہبی کتب سے سچائی کے موضوع پر نکال کر دکھائیں گے۔

1878ء: حضور علیہ السلام کے خلاف پہلا مقدمہ ایک عیسائی رلیا رام کی طرف سے ہوا جو مقدمہ ڈاکخانہ کے نام سے مشہور ہوا۔ حضور کی راست گفتاری کا زبردست نمونہ سامنے آیا۔ آپ نے مخالف حالات اور وکلاء کی ترغیب کے باوجود جھوٹ بولنے سے انکار کر دیا اور مقدمہ کا فیصلہ آپ کے حق میں ہوا۔

1878ء: آریہ سماج امرتسر کے ایک ممبر کھڑک سنگھ قادیان آئے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے تناسخ پر مناظرہ کیا۔ حضورؑ نے ان کو 500 روپے کا انعامی چیلنج دیا مگر وہ فرار ہو گئے۔

حضور علیہ السلام نے مذکورہ بالا 500روپے کا انعامی چیلنج آریہ سماج کے چوٹی کے لیڈروں تک وسیع کرنے کا اعلان کیا۔

09.02.1878: اخبار سفیر ہند میں آریہ سماج کے لیڈر سوامی دیانند کے خلاف حضور علیہ السلام کا سلسلہ مضامین شائع ہوا جس کی انعامی رقم 500 روپے تھی۔ (9فروری تا9 مارچ)

21.05.1879: حضور علیہ السلام نے برہمو سماج کے لیڈر پنڈت شونرائن اگنی ہوتری کے ساتھ ضرورت الہام کے متعلق تحریری مباحثہ کیا۔ بعد میں وہ برہمو سماج سے علیحدہ ہو گئے۔ (21 مئی تا17 جون1879ء)

1880ء: حضور علیہ السلام کی پہلی کتاب براہین احمدیہ کے پہلے دو حصے شائع ہوئے مخالفین کو دس ہزار روپے کا انعامی چیلنج دیا گیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اور حضرت صوفی احمد جان صاحب نے زبردست تبصرے کئے۔ امرتسر اور لدھیانہ کے بعض علماء نے شدید مخالفت کی۔

11.01.1880: ماحول قادیان میں قولنج زحیری کی وبا پھوٹ پڑی۔ حضور علیہ السلام بھی اس کا شکار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامی دعا سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد آپ کو سکھائی گئی اور معجزانہ شفا ہوئی۔

15.02.1881: حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کی وفات ہوئی۔ اس بارہ میں حضور علیہ السلام کو پیشگی خبر دی گئی تھی اور بعد وفات بھی ان سے کشفی عالم میں ملاقات ہوئی۔

مارچ 1882ء: ماموریت کا پہلا الہام ہوا۔

”قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ“

09.07.1883: حضور علیہ السلام کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی وفات ہوئی۔

17.11.1884: حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ سے شادی کے لئے حضور علیہ السلام بارات لے کر دلی پہنچے خواجہ میر درد صاحب کی مسجد میں عصر و مغرب کے درمیان مولوی سید نذیر حسین صاحب نے 1100 روپے حق مہر پر نکاح (بمطابق 27 محرم 1302ھ بروز سوموار) پڑھا۔

01.03.1885: حضور علیہ السلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ ماموریت کے دعویٰ کا عام اعلان فرمایا اور نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی۔ یہ اشتہار 20 ہزار کی تعداد میں اردو اور انگریزی میں شائع کیا گیا۔ اور ایشیا، یورپ اور امریکہ کے تمام بڑے بڑے مذہبی لیڈروں اور سیاسی مدبّروں اور دانشوروں کو بھیجا گیا۔ اس زمانہ کی کوئی نامور اور معزز شخصیت ایسی نہ تھی جس کو یہ آواز نہ پہنچائی گئی ہو۔ اشتہار پڑھ کر حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب بھیروی (خلیفۃ المسیح الاولؓ) جو ریاست جموں کے شاہی طبیب تھے حضورؑ سے پہلی ملاقات کے لئے قادیان حاضر ہوئے۔

10.07.1885: حضور علیہ السلام کے کپڑوں پر سرخی کے چھینٹے پڑنے کا کشفی نشان ظاہر (بمطابق 27 رمضان 1302ھ) ہوا۔

01.08.1885: قادیان کے 10 ہندوؤں نے حضور علیہ السلام سے نشان نمائی کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ آپ کے اشد مخالف مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین 31 ماہ تک ایک بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔ اس کے مطابق فروری 1888ء میں نظام الدین کی بیٹی اور امام الدین کی بھتیجی ایک چھوٹا بچہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔ اس کے علاوہ حضور نے اللہ تعالیٰ سے نشان نمائی کے لئے چلہ کشی کا ارادہ بھی فرمایا۔

محبت کے جو قیدی ہیں

کِیا ہے زندہ مُردوں کو تری تصویر کہتی ہے
قلم کا بادشاہ ہے تُو تری تحریر کہتی ہے
ادیبوں نے تری تفسیر جب دیکھی تو بول اُٹھے
خدا تجھ سے لکھاتا ہے ، تری تفسیر کہتی ہے
تری تبلیغ پہنچے گی زمیں کے سب کناروں تک
یہی تدبیر کہتی ہے ، یہی تقدیر کہتی ہے
مسیحِ وقت و مہدی ، اُمّتی بھی ہے نبی بھی ہے
ترا انذار کہتا ہے تری تبشیر کہتی ہے
حدیثوں میں جو حُلیہ ہے ملا لے تجھ سے جو چاہے
اُدھر ہیں مخبرِ صادقؐ ، اِدھر تصویر کہتی ہے
محبت کے جو قیدی ہیں نہ چھوٹیں گے وہ جیتے جی
حَسَنؔ کے پاؤں کی ہر دم یہی زنجیر کہتی ہے

(کلام حسن رہتاسی صفحہ 197)

28.11.1885: آسمان پر شہاب ثاقبہ کا غیر معمولی نظارہ نمودار ہوا۔

27.12.1885: حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کی وفات ہوئی۔ حضور علیہ السلام تعزیت کے لئے لدھیانہ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ قادیان میں ان کی نماز جنازہ غائب پڑھی گئی۔

22.01.1886: حضور علیہ السلام چلہ کشی کے لئے حکم الٰہی کے تحت ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ اس چلہ کشی کے دوران مصلح موعودؓ کی عظیم الشان پیشگوئی عطا کی گئی۔

20.02.1886: حضور علیہ السلام نے اشتہار دربارہ پیشگوئی مصلح موعود تحریر فرمایا جو یکم مارچ کو اخبار ’ریاض ہند‘ امرتسر میں بطور ضمیمہ شائع ہوا۔

11.03.1886: حضور علیہ السلام کا ہوشیار پور میں آریہ سماج کے ممتاز رکن ماسٹر مرلی دھر سے تحریری مباحثہ ہوا۔

17.03.1886: حضور علیہ السلام کی ہوشیار پور چلہ کرنے کے بعد قادیان واپسی ہوئی۔

18.03.1886: پیشگوئی مصلح موعودؓ کے مقابل پر لیکھرام نے جوابی اشتہار شائع کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے نیست و نابود ہونے کی جھوٹی پیشگوئی کی

15.04.1886: حضور علیہ السلام کی صاحبزادی عصمت صاحبہ کی پیدائش ہوئی۔

01.09.1886: حضور علیہ السلام کا ماسٹر مرلی دھر سے مباحثہ سرمہ چشم آریہ کے نام سے شائع ہوا۔ اس کتاب میں حضور نے آریوں کو انعامی چیلنج دیا اور ان کے تمام مشہور لیڈروں کو مباہلہ کی دعوت دی۔

17.12.1886: امریکہ سے ماسٹر الیگزینڈر رُسل ویب Alexander Russell Webb کے خط کے جواب میں حضور علیہ السلام نے مؤرخہ 17 دسمبر کو خط وکتابت کا سلسلہ شروع فرمایا جس کے نتیجہ میں انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

26.07.1887: حضور علیہ السلام کے ارشاد پر حضرت

مولانا حکیم نورالدین صاحب نے ''تصدیق براہین احمدیہ'' تصنیف فرمانا شروع کی۔ جو 1890ء میں شائع ہوئی۔

07.08.1887: بشیر اوّلؓ کی ولادت ہوئی

07.01.1888: حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کی عیادت کے لئے حضور علیہ السلام جموں تشریف لے گئے۔

18.05.1888: بٹالہ میں پادری فتح مسیح نے حضور علیہ السلام کو علم غیب میں مقابلہ کا چیلنج دیا۔

21.05.1888: پادری فتح مسیح کے ساتھ بٹالہ میں مقابلہ جس میں پادری صاحب نے شکست کا اعتراف کیا۔

01.06.1888: وزیر اعظم پٹیالہ خلیفہ محمد حسن خان صاحب کی دعوت پر حضور علیہ السلام پٹیالہ تشریف لے گئے۔

04.11.1888: بشیر اوّل کی وفات ہوئی۔

01.12.1888: رسالہ ''سبز اشتہار'' کی اشاعت

01.12.1888: بیعت لینے کا عام اعلان فرمایا۔

12.01.1889: اشتہار تکمیل تبلیغ کی اشاعت جس میں دس شرائط بیعت تحریر فرمائیں۔ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ 12 جنوری 1889ء کو قادیان میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام و حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ (حضرت اماں جانؓ) کے ہاں پیدا ہوئے۔

18.01.1889: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (المصلح الموعودؓ) کا عقیقہ ہوا۔

04.03.1889: حضور علیہ السلام نے بیعت کے اغراض ومقاصد پر مشتمل اشتہار شائع کیا۔

23.03.1889: حضور علیہ السلام نے لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے مکان واقع محلہ جدید میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ (بمطابق 20 رجب 1306ھ بروز ہفتہ) اس دن چالیس خوش نصیبوں نے بیعت کی۔ اوّل المبایعین حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاولؓ) تھے۔ مردوں کے بعد عورتوں نے بیعت کی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب (خلیفۃ المسیح الاولؓ) کی اہلیہ حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ نے بیعت کی۔ بیعت کے بعد اجتماعی کھانا ہوا۔ 18 اپریل تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔

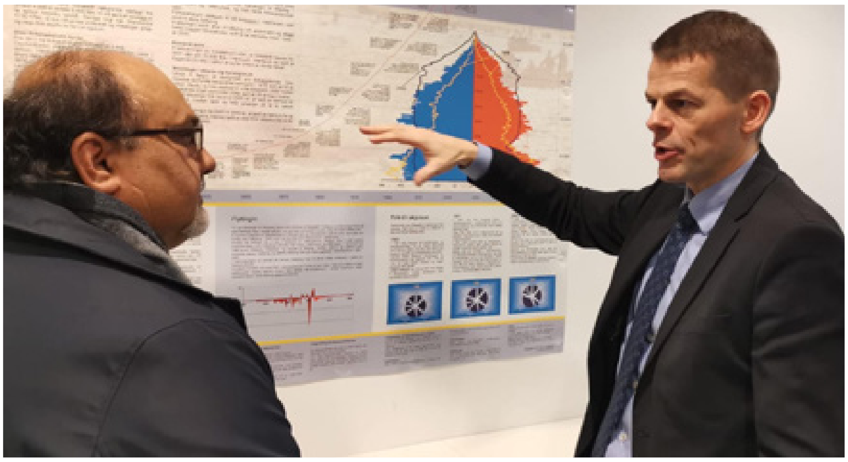

رپورٹ: صفوان احمد ملک، کارکن شعبہ تبلیغ جرمنی

جماعت احمدیہ جرمنی کی تبلیغی سرگرمیاں

فیروآئی لینڈ 18 جزیروں پر مشتمل چھوٹا سا ملک ہے جس کی آبادی تقریباً 50 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہاں کی عوام اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مذہبی رُجحان رکھنے والی ہے۔ اکثریت کا تعلق عیسائیت کے فرقہ پروٹیسٹنٹ سے ہے۔ ملکی معیشت کا 90 فیصد انحصار ماہی گیری کی صنعت پر ہے۔

اللہ کے فضل سے یہاں مؤرخہ 16 تا 19 دسمبر 2019ء کو مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی اور مکرم راجہ منیر احمد صاحب حال برطانیہ کو تبلیغی دورہ کرنے کی توفیق ملی۔ چند سال قبل مکرم ڈاکٹر عبدالشکور اسلم خان صاحب نگران فیروآئی لینڈ اور مکرم راجہ منیر احمد صاحب نے اس ملک کے وقتاً فوقتاً تبلیغی دورے کئے۔ ان کی کوششوں سے یہاں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔ اس وقت انہوں نے چند وکلاء اور دو شہروں کے میئر صاحبان کو جماعتی لٹریچر دیا اور جماعت کا تعارف کروایا علاوہ ازیں چند جگہوں پر فلائر تقسیم کرنے کی بھی توفیق پائی تھی۔

حالیہ دورے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ان دونوں دوستوں کو پارلیمنٹ ہاؤس جاکر مختلف ممبران پارلیمنٹ، ایک سیاسی پارٹی کے سربراہ، قومی اسمبلی کے سپیکر، وزارت خارجہ کی قائمہ کمیٹی کے صدر اور وزیر اعظم کے ساتھ میٹنگ کرنے کا موقع ملا۔ پارلیمنٹ کی کارروائی کے دوران وہاں بیٹھنے کا بھی موقع ملا جس کی وجہ سے مختلف ممبران پارلیمنٹ ہماری آمد کے متعلق ایک دوسرے سے پوچھتے رہے اور ہمیں ملنے کے لئے آتے رہے۔ جنہیں جماعت احمدیہ مسلمہ کا تعارف کروانے کا موقع ملا اور حضور انور کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace پیش کی گئی۔

بیت السبوح میں تبلیغی ورکشاپ

خداتعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں تبلیغ کے کام کو روز بروز نئی وسعتیں عطا ہو رہی ہیں۔ جس کے پیشِ نظر 250 جماعتوں کے داعیان الی اللہ کی ٹریننگ اور منصوبہ بندی کے لئے شعبہ تبلیغ دوران سال ایک سے زائد ورکشاپس کا اہتمام کرتا ہے۔ جن میں داعیان الی اللہ کی تبلیغی امور پر ٹریننگ کے علاوہ میدان عمل میں ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کا موقع بھی میسر آجاتا ہے۔

باقی صفحہ 41 پر

محمد انیس دیالگڑھی

آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا

حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا:

”ینصرك رجالٌ نوحی الیھم من السماء“

”تیری مدد ایسے برگزیدہ لوگ کریں گے جن پر میں آسمان سے وحی نازل کروں گا“

اس وعدہ میں زمان و مکان کی کوئی قید نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ، حضرت مسیح موعودؑ کے غلاموں بلکہ غلاموں کے غلاموں کو بھی اپنے الہام اور کلام سے سرفراز فرماتا چلا آرہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ روئے زمین پر بسنے والا ہر احمدی برملا کہہ سکتا ہے کہ میرے یا میرے خاندان کے ساتھ الٰہی نصرت کا کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور پیش آیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں صحابہ کا خدا تعالیٰ سے تعلق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اس کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت ملک نادر خان صاحبؓ سکنہ موضع سر کالکر ضلع جہلم فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں دعائیں بکثرت قبول ہوتی تھیں اور کوئی غیر معمولی بات ایسی نہیں ہوتی تھی جس کی اطلاع خواب کے ذریعہ پہلے نہ دی جاتی“۔

(رجسٹر روایات نمبر 5 صفحہ 73-72)

اس الہام کی سچائی اور تائید الٰہی اور آسمانی نصرت کے غیر معمولی واقعات پیش کئے جارہے ہیں۔ واقعات کا یہ سلسلہ ایک جاری وساری اور کبھی نہ ختم ہونے والا مضمون ہے۔ بہتا دریا اور ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے۔ ایسی بارش ہے جو مسلسل اور موسلا دھار ہے۔ بھلا اس کے قطرے گننے کی کس کو استطاعت ہے؟ اِسی آسمانی ہدایت اور الہام الٰہی کے نتیجہ میں بیعت کرنے والے بزرگ حضرت میاں سوہنے خان صاحب کا واقعہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے خواب میں حضور علیہ السلام کی بیعت کرنے کی ہدایت فرمائی اور ساتھ اپنے مہدی کو بھی اس سارے واقعہ کی اطلاع دے دی کہ ایک خوابوں والا سوہنے خان تمہارے پاس آئے گا۔ حضرت میاں سوہنے خان صاحبؓ فرماتے ہیں:

”کم ترین 1889ء میں ریاست پٹیالہ میں محکمہ بندوبست میں ملازم ہوا اور پیمائش کا کام کرتا رہا شیخ ہاشم علی سنوری گرداور قانون گو تھا وہ ہماری پڑتال کو آیا اور کام دیکھ کر بہت راضی ہوا اس نے بیان کیا کہ تمہارے سے قادیان کتنی دُور ہے؟ میں نے عرض کیا کہ بیس کوس ہے۔ شیخ صاحب موصوف نے فرمایا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خادم ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ ایک مرزا

صاحب چوہڑوں کا پیر ہے ایک عیسیٰ بن گیا اور دولت اکٹھی کر رہے ہیں چند روز گزرے تو موضع ہٹ میں ایک بزرگ ولی اللہ کا مزار دیرینہ ہے جس کا نام فتح علی شاہ ہے۔ میری خواب میں اس بزرگ کے مزار میں جناب مسیح موعودؑ آئے، میں نے مسیح موعود علیہ السلام کو لوئی بچھادی حضرت صاحب اوپر بیٹھ گئے میں ان کی خدمت میں حاضر رہا اور خدمت کرتا رہا ایک ماہ تک یہی حالت رہی۔ اس کے بعد میری خواب میں شاہ فتح علی صاحب مزار والے آئے اور فرمایا کہ امام وقت پیدا ہوگیا ہے۔ قادیان میں مَیں نے عرض کیا مرزا غلام احمد؟ اس بزرگ نے فرمایا ہاں مرزا غلام احمد صاحب۔ میں ایسا خواب خیال سمجھ کر چُپ رہا تھوڑے دنوں کے بعد میری خواب والے بزرگ آئے اور فرمایا تم کیوں نہیں قادیان گئے اور کیوں نہیں بیعت کی؟ جلدی جاکر بیعت کرو۔ میں ارادہ مستقل کر کے رخصت لے کر گھر آیا۔ کچھ خانگی معاملات کی وجہ سے مجھ کو دیر ہوگئی کہ وہی ولی اللہ پھر خواب میں ملے کہ ہم نے تم کو گھر بیٹھنے کیلئے نہیں کہا تھا تم جلد قادیان جاکر بیعت کرلو اس دن کم ترین گھر سے روانہ ہو کر موضع راسکو میں رات جارہا۔ اس جگہ میرے رشتہ دار تھے۔ انہوں نے کہا ماہ پوہ کے بعد چلیں گے میں نے ان کی بات کو مان لیا۔ رات کو مجھے خواب میں شاہ فتح علی صاحب ملے فرمایا: پندرہ کوس آگئے ہو اور سترہ کوس باقی ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں کون سا تم کو خوف ہے۔ پھر صبح کو روانہ ہوا اور قادیان میں پہنچ گیا جناب مسیح موعود صاحب جنوب کی طرف بہت سے آدمیوں کے درمیان سیر کو گئے تھے میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ لوگ جنگل میں کیوں جمع ہوگئے؟ لوگوں نے بتایا کہ مرزا صاحب سیر کو جارہے ہیں ان کے ساتھ جاتے ہیں۔ میں ان لوگوں کیساتھ ہو کر جاملا اور جاکر حضرت صاحب کے ساتھ السلام علیکم کیا اور مصافحہ کیا۔ مرزا صاحب نے فرمایا کس جگہ سے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا ضلع ہوشیار پور اور موضع مُٹیانہ سے آیا ہوں۔ فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا سوہنے خان۔ فرمایا تم وہی سوہنے خان ہو خواباں والے؟ میں نے عرض کیا میں وہی آپ کا غلام ہوں۔ فرمایا تین دن تک رہو تین دن کے بعد بیعت لے لیں گے۔ پھر تین دن کے بعد بیعت لی"۔

(بحوالہ رجسٹر روایات صحابہ نمبر 12 صفحہ 193 تا 195)

حضرت بابو فقیر علی صاحبؓ جو ضلع گورداسپور کے باشندہ تھے۔ سندھ سے جہاں آپ ریلوے میں ملازم تھے، 1905ء کے اواخر میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ 1928ء میں قادیان تک ریل گاڑی جاری ہونے پر اوّلین سٹیشن ماسٹر مقرر ہوئے۔

"آپ 1905ء میں بلوچستان کے پہلے اسٹیشن 'جھٹ پٹ' پر اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر متعین ہوئے۔ حضرت منشی عبدالغنی صاحب اوجلویؓ (یکے از صحابہ حضرت مسیح موعودؑ) نے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا اشتہار 'الانذار' بھجوایا۔ آپ کو حضورؑ کی کوئی کتاب یا مضمون بھی ملا۔ ان کے مطالعہ سے آپ کا دل حضورؑ کی صداقت کا قائل ہوتا لیکن علماء و مخالفین کے اعتراضات کے مطالعہ سے آپؓ کے دل میں اضطراب پیدا ہوا کہ صداقت کدھر ہے۔ آپؓ سنسان مقامات میں جاکر دعائیں کرتے کہ اے اللہ! تو میری راہنمائی فرما۔ اگر مرزا صاحب تیری طرف سے ہیں اور میں ان کو قبول کئے بغیر مر گیا تو کیا بنے گا؟ اور اگر بیعت کرلوں اور یہ امر نادرست ہو تو کیا ہوگا؟

"چونکہ آپ کا دل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی طرف مائل تھا اس لئے ایک دن اپنی چچی دادی محترمہ مریم صاحبہ اور اہلیہ اور ایک عزیز رشتہ دار کی معیت میں نماز فجر ادا کرکے آپؓ نے انہیں کہا کہ آپ سب گواہ رہیں آج میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق فیصلہ کے لئے قرآن مجید کھولتا ہوں جو حضور اور مخالفین دونوں کا مشترک و مسلم کلام الٰہی ہے۔ دائیں صفحہ کی تیسری سطر فیصلہ کن ہوگی۔ چنانچہ سورۃ یوسف کا یہ حصہ نکلا۔

مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ

(سورۃ یوسف: 22)

(یعنی 'یہ بشر تو نہیں یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے')

اللہ کا تصرف یوں ہوا کہ برملا آپؓ نے کہہ دیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیان والے صادق من اللہ اور مسیح موعود مہدی مسعود ہیں اور معاً اپنی اور اہلیہ صاحبہ کی بیعت کا خط (مؤخر الذکر سے نشانِ انگوٹھا ثبت کرا کے کیونکہ وہ اَن پڑھ تھیں) بھیج دیا۔ جس میں تفصیل بالا بھی درج کر دی تھی۔ اور چند دن میں منظوری کا جواب بھی موصول ہوگیا۔ آپؓ نے اسٹیشن ماسٹر سمیت تمام عملہ ریلوے میں قبولِ احمدیت کا اعلان کر دیا۔

اس کے بعد آپؓ دستی بیعت کی غرض سے قادیان گئے۔ حضورؑ نے دریافت فرمایا کہ بیعت کرنے کا خیال کس طرح ہوا؟ مَیں نے اپنے دوست منشی عبدالغنی صاحبؓ اوجلوی کا مجھے اشتہار بھجوانا، دعائیں کرنا وغیرہ ساری تفصیل سنادی۔ حضور علیہ السلام احوال سن کر مسکرائے اور فرمایا:

"آپ نے خوب کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے بعد قرآن شریف سے راہنمائی طلب کی۔ اگر وہاں شیطان کا لفظ نکل آتا تو آپ شاید (ساری عمر) میری شکل بھی نہ دیکھ سکتے"۔ ("اصحاب احمد" جلد 3 صفحہ: 17)

الٰہی اور آسمانی ہدایت، امیر و غریب، پیر و جواں، عالم و جاہل اور مرد و زن میں تفریق نہیں کرتی بلکہ ہر متلاشی حق پر نور نازل کرتی اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ ایک ایسی ہی بظاہر اَن پڑھ اور کم علم خاتون کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ جو کھیوہ باجوہ ضلع سیالکوٹ کے رہائشی تھے۔ فرماتے ہیں:

جب حضرت اقدسؑ سیالکوٹ لیکچر کے لئے تشریف لائے اس سے چند روز پہلے ایک بڑھیا ہمارے گاؤں میں آئی۔ اس کا نام دولتے تھا اور وہ موضع 'بھوپال والے' کی تھی۔ 'سقہ' قوم کی تھی مستورات میں بیٹھ کر رونے لگی اور جہاں بھی بیٹھے، روتی ہی رہے۔ مستورات نے اسے کہا کہ باہر مولوی صاحب ہیں ان کے پاس جا۔ وہ میرے پاس آئی اور رونے لگی۔ میں نے کہا مائی کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک چیز خواب میں دیکھی ہے وہ نظر نہیں آتی۔ پنجاب میں تلاش کیا ہے، عرب میں جاکر تلاش کیا ہے مگر وہ نظر نہیں آئی۔ میں نے کہا تو اپنا پتہ لکھادے۔ میں تمہیں خط لکھوں گا تم آجانا اور وہ چیز دیکھ لینا۔ جب

سیالکوٹ کے جلسہ کی تاریخ مقرر ہوئی تو میں نے اسے خط لکھ دیا کہ سیالکوٹ میں فلاں تاریخ تک آجاؤ اور میر حسام الدین یا سید حامد شاہ کے مکان کا پوچھ لینا۔ آگے فرماتے ہیں جب حضرت اقدسؑ سیالکوٹ تشریف لائے تو وہ بڑھیا بھی وہاں آگئی۔ ایک دن میں اور مولوی برہان الدین صاحب مرحوم جہلمیؓ اور چند اور دوست میر حامد شاہ والی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ باہر سے کسی شخص نے میرا نام لے کر بلایا۔ میں باہر نکلا تو مسجد کے پاس وہی مائی دَولتے کھڑی تھی۔ میں نے کہا آگئی ہو؟ کہنے لگی اپنے گاؤں کی بیبیوں کو جاکر کہہ دینا کہ وہ مائی جو روتی تھی اب نہیں روتی۔ جو کچھ اس نے دیکھنا تھا دیکھ لیا۔ آگے وہ کیفیت بھی دیکھنے کے قابل ہے جو اس بی بی کی حضرت مسیح پاکؑ کو ایک نظر دیکھ لینے کے بعد ہوئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: بعد ازاں وہ خواتین جو اس وقت حضرت صاحبؑ کے پاس تھیں ان میں سے ایک راجن بی بی نے بیان کیا کہ جب یہ بڑھیا آئی اور حضرت صاحب کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا لئے اور کہنے لگی ''ہے شاباشے! تو پنجاب میں ہی تھا، میں تو عرب میں بھی تجھے ڈھونڈتی پھری''۔

(خلاصہ بیان از رجسٹر روایات صحابہ، نمبر 10 صفحہ 2۔ 230)

حضرت عبدالستار صاحب رضی اللہ عنہ ابن عبداللہ صاحب سکنہ سوہل ضلع گورداسپور، 1982ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب میاں عبداللہ کشمیری، جو کہ 80 سال کی عمر کے تھے انہوں نے ہمیں نصیحت کی کہ اے میرے پیارے بچے عبدالستار تم نے کسی اور کو مرشد نہیں پکڑنا۔ اگر مرزا غلام احمد صاحب دعویٰ کریں تو فوراً مان لینا۔ بیعت کر لینا۔ انکار اور مقابلہ نہیں کرنا ہوگا۔ سو ہم نے اپنے والد بزرگوار کے حکم پر عمل درآمد کر لیا۔ میرے والد صاحب بھی دعویٰ کے وقت حیات تھے سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی۔ ساتھ ہی ہم نے بھی کر لی۔ میں نے اپنے والد صاحب سے سوال کیا کہ مسیح ناصری کی وفات کا مسئلہ ہمیں نہیں آتا، زندہ کا آتا ہے۔ یہ ہمیں سمجھا دیں۔ میرے والد صاحب نے اپنا ایک خواب بیعت سے آٹھ دس ماہ کے بعد یہ سنایا کہ میں نے دریائے راوی کے کنارے پر دیکھا کہ دو خیمے لگے ہوئے ہیں۔ ایک مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔ اور دوسرا رسول کریم ﷺ کا ہے۔ میں رسول کریم ﷺ کے خیمہ میں داخل ہوا اور یہ سوال کیا کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والے بزرگ کیسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص بہت لائق، بہت لائق، بہت لائق، تین دفعہ انگل (انگلی) کے اشارہ سے فرمایا۔ مکمل شہادت کو دیکھ کر یقین کامل ہوگیا کہ آپ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ میں راستباز ہیں۔ ہمیں حیات واموات (ممات) کے مسئلہ کی ضرورت نہیں۔ ایمان لے آئے اور بیعت میں داخل ہوئے۔ میرے والد صاحب عبداللہ کشمیری نے 1891ء میں بیعت کی اور میں نے یعنی عبدالستار کشمیری قادیان نے 1892ء میں بیعت کی۔ میری چھوٹی عمر تھی۔ میاں جان محمد صاحب، قاضی کے پاس پڑھا کرتا تھا۔

(رجسٹر روایات نمبر 5)

حضرت ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر رضی اللہ عنہ ولد مولوی عبدالغنی صاحب نَومسلم امرتسری کا سنِ زیارت و بیعت 1900ء ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:

جب میں واپس گھر امرتسر آ گیا اور میں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں قادیان ہجرت کروں گا اور چھوٹے بھائیوں کو وہیں تعلیم دلاؤں گا تو انہوں نے مجھے اس ارادہ سے روکنے کی بہت کوشش کی۔ آخر میرے کئی مہینے کے اصرار اور منّت پر چھوٹے بچوں کو قادیان لے جانے کی بمشکل اجازت دی اور خود جانے سے قطعی انکار کرتی رہیں۔ لیکن جب میں ان کو قادیان لے گیا اور وہاں داخل سکول کرا آیا اور اولاد کی محبت نے ان کے پائے استقلال میں بھی کچھ لغزش کی تو فرمایا کہ میں اس شرط پر قادیان جاؤں گی کہ تُو مجھے ہرگز مرزا صاحب کے گھر میں جانے کیلئے مجبور نہ کرنا۔ چنانچہ اس کے متعلق پورا یقین کر لینے کے بعد وہ قادیان تشریف لے گئیں۔ اور ہم نے مخالفوں کے محلہ میں مکان کرائے پر لے لیا۔ کئی دن اسی طرح گزرے۔

باقی صفحہ 37 پر

''مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں''

دنیا نے لاکھ نام مٹانے کی بات کی!
دل توڑنے کی غم کو بڑھانے کی بات کی
طعنے دیئے ہمیشہ ستانے کی بات کی
ظلم وستم سے باز نہ آنے کی بات کی
ہم بڑھ رہے ہیں اور بھی عزّ و وقار میں
''مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں''

کچھ تھے جنہیں عنانِ حکومت پہ ناز تھا
شمشیر کی، سنان کی قوت پہ ناز تھا
دولت پہ تھا گھمنڈ تو کثرت پہ ناز تھا
جھوٹے تھے، پھر بھی اپنی صداقت پہ ناز تھا
قدرت کے ایک ہاتھ نے بدلا غبار میں
''مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں''

نفرت کو اور ضِد و تعصب کو چھوڑ دو
یہ ظُلم سے بنی ہوئی زنجیر توڑ دو
دل اپنے آسمانی مسیحا سے جوڑ دو
اُٹھو ذرا خیال کے دھاروں کو موڑ دو
کچھ بھی نہیں ملے گا تمہیں انتشار میں
''مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں''

تم روک لو گے راستہ یہ صرف بھول ہے
دیکھو خدا کے ساتھ لڑائی فضول ہے
ہر ہر قدم پہ قہر خدا کا نزول ہے
سچائی جانچنے کا بھی کوئی اصول ہے
تقدیر یہ اٹل ہے نہیں اختیار میں
''مومن ہی فتح پاتے ہیں انجام کار میں''

(ڈاکٹر وسیم احمد طاہر)

ترک قوم میں سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے

السّابقون الاوّلون

مکرم صادق احمد بٹ صاحب مربی سلسلہ وصدر جماعت ترکی

تاریخ احمدیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانہ حیات میں ہی ترک قوم سے تعلق رکھنے والے چند اشخاص قادیان گئے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے ملاقات اور بیعت کا شرف پایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؑ کا پیغام آپ کے عہد مبارک میں ہی ترکی تک پہنچ چکا تھا۔

ترک قوم میں سے اول المبائعین حضرت سید محمد آفندی صاحبؓ تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف لطیف انجام آتھم میں جہاں اتمام حجت کے لئے اپنے 313 اصحاب کے نام درج فرمائے وہاں اِن کا نام نمبر 291 کے طور پر درج ہے:

''291۔ سید محمد آفندی۔ ترکی''۔

(روحانی خزائن جلد11، صفحہ 328، ضمیمہ رسالہ انجام آتھم)

صحابہ کرام کی یہ فہرست درج کرنے سے پہلے حضورؑ نے ان کے ایمان کی ان الفاظ سے تصدیق کی:

''اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفار کھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے''۔

(روحانی خزائن جلد11، صفحہ 325، ضمیمہ رسالہ انجام آتھم)

مذکورہ بالا صحابی کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے عہد خلافت میں ترک قوم میں سے ایمان لانے والوں کا تاریخ میں کہیں ذکر نہیں مل سکا۔ تاہم قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ بیسویں صدی کے اوائل میں ہی ترک قوم کے چند سعید الفطرت اسلام احمدیت کی طرف مائل ہونا شروع ہو گئے تھے۔ چنانچہ حضرت المصلح الموعودؓ نے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مؤرخہ 27 دسمبر 1925ء کو اپنے معرکہ آرا خطاب 'منہاج الطالبین' میں فرمایا:

''ایک اَور بات مَیں سنانا چاہتا ہوں تا کہ معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ ہمارے سلسلہ کی کس طرح تبلیغ کر رہا ہے۔ پچھلے سال ترکستان میں کُردوں کی جو بغاوت ہوئی تھی وہ ایک شخص شیخ سعید کے ماتحت ہوئی تھی۔ وہ اتنی بڑی بغاوت تھی کہ اس کے فرو کرنے کے لئے تُرکوں کو تین لاکھ آدمی جمع کرنے پڑے تھے اور عصمت پاشا وزیر اعظم جیسے مشہور آدمی کو ان کا کمانڈر مقرر کیا گیا تھا۔ شیخ سعید جب پکڑے گئے اور ان کا بیان لیا گیا تو انہوں نے کہا اگر فلاں واقعہ نہ ہوتا تو مَیں کبھی بغاوت میں شامل نہ ہوتا۔ کیونکہ مَیں ارادہ کر چکا تھا کہ مَیں ہندوستان چلا جاؤں گا اور جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر تبلیغ اسلام کروں گا۔ اگرچہ ان کو تُرکوں نے قتل کرا دیا اور وہ اپنے اس ارادہ کو پورا نہ کر سکے۔ مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے بڑے بڑے آدمیوں نے احمدیت قبول کی ہوئی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ صاحب سلسلہ سے پوری طرح واقف نہ تھے ورنہ حکومت کے خلاف بغاوت میں کبھی شامل نہ ہوتے''۔ (منہاج الطالبین، انوار العلوم جلد 9، صفحہ 170)

20 ستمبر 1948ء کو نئے مرکز سلسلہ ربوہ کے افتتاح کے موقع پر ایک تُرک نوجوان مکرم محمد افضل صاحب (حال مقیم لندن، ناقل) کو بیعت کرنے کی سعادت ملی اور یہ نئے مرکز کا نیا پھل قرار دیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 12 صفحہ 443)

1950ء کی دہائی میں دوسرے باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے والے ترک مکرم شِناسی سِپَر (Şinasi Siper) صاحب تھے۔ آپ ایک ادبی اور علمی شخصیت تھے۔ ترکی میں مقیم ایک احمدی دوست کے ذریعہ سے آپ کا جماعت سے تعارف ہوا اور جماعتی کتب حاصل کیں۔ آپ جماعتی لٹریچر سے بہت متاثر ہوئے۔ چنانچہ احمدیت قبول کرنے سے پہلے ہی آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تصنیف لطیف ''دیباچہ تفسیر القرآن'' اور ''نظامِ نو'' کا ترکش زبان میں ترجمہ کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں ترجمہ اس دور میں ترکی کی وزارت مذہبی امور کی جانب سے کتابی شکل میں شائع کئے گئے۔ البتہ بعد میں جب ان کو پتہ چلا کہ ان کتب کا مصنف احمدی ہے تو ان کو سٹاک میں سے نکال لیا گیا۔ مکرم شناسی سپر صاحب کی اہلیہ نے بھی احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔

تُرکوں میں سے ایک اَور احمدی دوست مکرم ماجد بینیجے (Macit Benice) صاحب تھے۔ پیشہ کے اعتبار سے آپ انجینئر تھے۔ 1968ء میں ناروے میں کام کے سلسلہ میں قیام کے دوران وہاں کے احمدی احباب کے ذریعہ سے جماعت کا تعارف ہوا۔ آپ نے اپنی روئیداد اور جماعت کے تعارف پر مشتمل ایک کتابچہ بھی تحریر کیا جو چھپ چکا ہے۔ اس کے ٹائٹل کا ترجمہ یہ ہے۔ ''قطبی ستارہ اب مکہ کی راہ دکھا رہا ہے''۔

سن 1973ء میں ترکی میں پہلے مبلغ سلسلہ کے طور پر مکرم ڈاکٹر عبد الغفار خان صاحب کا تقرر ہوا۔ اس کے بعد سن 1976ء میں مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب کا تقرر ہوا۔ تاہم اس دور میں ملکی حالات نامساعد ہونے کی وجہ سے ان کا مشن صرف ترکش زبان کی تعلیم حاصل کرنے تک محدود رہا۔

سن 1988ء میں ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب کی کوششوں کے نتیجہ میں مکرمہ امینہ چقماق (Emine Çakmak) صاحبہ نے بیعت کی سعادت پائی۔ آپ نے بعد میں زندگی وقف کی اور تا حال مرکزی ترکش ڈیسک میں خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب۔ مبلغ سلسلہ احمدیہ ڈنمارک

ارض بلالؓ سے

تائید و نصرت کی ہوائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جو چشمہ جاری ہوا، اس کے بارے میں یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ اس سے دنیا کی ہر قوم سیراب ہوگی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی اس چشمہ کا فیض دور دراز ممالک میں آباد قوموں تک پہنچنے لگا۔ ارض بلال براعظم افریقہ کے بارے میں آپ کے پہلے جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنی وفات سے چند دن قبل فرمایا تھا:

”خدا تعالیٰ نے اس بیماری میں مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ پانچ لاکھ عیسائی افریقہ میں مسلمان ہوں گے۔ (اور فرمایا) میری مراد مغربی افریقہ ہے۔ سب تعلیم یافتہ ہوں گے۔ چھوٹی بات نہیں“۔ (پیغام صلح 3 مارچ 1914ء)

حضورؓ کی یہ بات اس شان سے پوری ہوئی کہ سرزمین افریقہ میں فی الحقیقت لاکھوں کی تعداد میں سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ اس براعظم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچانے کے لئے باقاعدہ مبلغ سلسلہ خلافت ثانیہ کے ابتدائی سالوں میں بھجوائے گئے۔ اولاً محترم مبارک احمد صاحب بنگالیؓ مؤرخہ 19 اگست 1920ء کو قادیان سے نائیجیریا میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہوئے مگر لندن پہنچنے کے بعد آپ کو جرمنی جانے کا ارشاد ہوا جبکہ افریقہ جانے کے لئے حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا۔ آپؓ نے اس عظیم مہم کے لئے اپنے اس انتخاب کو ایک غیر معمولی سعادت جانا اور 30 دسمبر 1920ء کو اپنے ایک خط میں لکھا:

”میں انشاء اللہ حسبِ ارشاد امام، ہاں واجب الاطاعت پیشوائے جماعت احمدیہ، مغربی افریقہ کی طرف لورپول سے 09 فروری 1921ء کو روانہ ہو جاؤں گا...... میرے سامنے بڑا کام ہے اور میں ضعیف اور چھوٹا سا آدمی ہوں۔ غیر مبائعین نے اپنا وہاں لٹریچر بھیجا ہوا ہے۔ غیر احمدیوں کے خطوط جا چکے ہیں۔ مسیحی ہر طرح اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس قدر دشمنوں کے مقابل میں جہاں تک اسباب کا تعلق ہے لکڑی کی تلوار کے ساتھ جاتا ہوں مگر مجھے یقین ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی کے باعث اس سے دشمن کا سر کاٹ سکوں گا۔ مجھے یقین واثق ہے کہ فتح ہماری ہے“۔ (الفضل 27 جنوری 1921ء)

سیرالیون میں احمدیت کا آغاز

مغربی افریقہ کے ملک سیرالیون میں احمدیت کی بنیاد 1915ء میں اُس وقت پڑی تھی جب فری ٹاؤن کے ایک باشندے ایم کے گاربر (Mr. M. K. Gerber) جماعت احمدیہ کے شائع کردہ قرآن کریم کے پہلے پارہ کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہوئے تھے۔ موصوف احمدیت میں شامل ہونے کے بعد اسلامی نام موسیٰ کے ابراہیم Mr.Mausa K Ibrahim سے موسوم ہوئے۔ آپ اپنی نیک شہرت کے باعث ایک جانی پہچانی شخصیت تھے جن کی ترغیب پر بہت سے مسلمانوں نے

معلومات کی غرض سے قادیان خطوط لکھے اور 1916ء میں مزید سات افراد احمدیت میں شامل ہوگئے۔

(The Sunrise23,Dec.1939P.28)

حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ سب سے پہلے سیرالیون ہی تشریف لے گئے۔ جانے سے پہلے یہاں کے لوگوں کے ساتھ لندن سے ہی بذریعہ خط کتابت اپنے تبلیغی فرائض سرانجام دینے شروع کر دیئے تھے جس کے نتیجہ میں جلد ہی ایک با اثر شخصیت مکرم صدر الدین اے فہیم صاحب سے رابطہ ہوا اور کچھ ہی عرصہ میں چھ افراد سمیت فہیم صاحب موصوف نے بیعت کر لی۔

(الفضل 25 نومبر 1921ء)

حضرت مولانا نیّر صاحبؓ 19 فروری 1921ء کو یہاں پہنچے اور زور وشور سے اپنی مہم کا آغاز فرمایا جس کے نتیجہ میں آپ کو کامیابی پر کامیابی ملتی چلی گئی اور پہلے مختصر قیام کے دوران ہی سیرالیون کے واحد اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان مسٹر خیرالدین صاحب افسر تعلیم کو بیعت کرکے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ (الفضل 18 اپریل 1921ء)

براعظم افریقہ کے اوّلین مبلغ سلسلہ احمدیہ حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحب رضی اللہ عنہ

گھانا میں تبلیغ اسلام

حضرت مولانا نیّر صاحبؓ مؤرخہ 28 فروری 1921ء کو گھانا (گولڈ کوسٹ) تشریف لے گئے۔ ساحل سمندر پر آپ کا استقبال مکرم مسٹر عبدالرحمٰن پیڈرو صاحب نے کیا۔ یہاں ایک چھوٹے سے اکرافو نامی قصبہ، جو صوبہ وسطی کا صدر مقام اور فینٹی قوم کا مرکز تھا، پہنچ کر فینٹی قبیلہ کے مسلمانوں کے سربراہ محترم مہدی آپا صاحب سے ملاقات کی۔ موصوف ایک خواب کی بناء پر اپنے لوگوں کو عیسائیوں کے چنگل سے بچانے کے لئے کسی سفید فام مبلغ کو بلانے کی کوشش میں تھے۔ اس کوشش کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ گولڈ کوسٹ میں تبلیغی مساعی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”مغربی افریقہ میں کچھ شامی مسیحی دکاندار رہتے ہیں جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ خوبیٔ قسمت سے ان کے ساتھ ایک مسلمان شامی سوداگر بھی آ گیا اور وہ لندن کے راستہ افریقہ جاتے ہوئے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو لندن میں لٹریچر تقسیم کرتے دیکھ گیا تھا اور اس نے بھی ایک کاغذ لے لیا تھا جس پر لندن مشن کا پتہ تھا۔ یہ خبر منتظر مہدی (مہدی آپا) کو مسٹر پیڈرو نامی ایک لیگوش نے پہنچا دی اور مسٹر پیڈرو نے مہدی کی طرف سے خط وکتابت شروع کر دی۔ اور حضرت مفتی صاحبؓ کو بلانے کا انتظام کیا مگر خدا کو منظور تھا کہ مہدی کا پیغام افریقہ کے مغرب میں نیّر کے ذریعے پہنچے۔ چنانچہ نائیجیریا جانے سے قبل عاجز گولڈ کوسٹ پہنچا۔“

(الفضل 7 نومبر 1925ء صفحہ 1،2)

چنانچہ 18 مارچ 1921ء کو ’اکرافو‘ میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اس موقع پر گاؤں کے مسلمان مرد وزن نے نعتیہ جلوس نکالا اور حضرت نیّر صاحبؓ جو سبز پگڑی اور لمبا چوغا پہنے ہوئے تھے، کو اپنے درمیان لے کر صلے علیٰ محمد پڑھتے اور آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے گاؤں کے سردار کے پاس لے گئے۔ اس موقع پر آپؓ نے اس مجمع اور گاؤں کے سردار کو ترجمان کی مدد سے پیغام حق پہنچایا۔ جس کے نتیجہ میں چار ہزار افراد کو قبول حق کی توفیق ملی۔

ہفت روزہ دورہ کے بعد جب چیف مہدی آپا نے حضرت نیّر صاحبؓ کو رخصت کیا تو کہا کہ جس روز آپ سالٹ پانڈ پہنچے، اسی شب میں نے رؤیا میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے کمرہ میں داخل ہوئے ہیں۔

(رپورٹ: حضرت نیّر صاحبؓ الفضل 19 مئی 1921ء)

پھر ایک دوسرے شہر ’اُکرا‘ تشریف لے گئے۔ یہاں تبلیغی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نیّر صاحبؓ فرماتے ہیں:

”اکرا میں جو امر میرے لئے خاص خوشی کا باعث ہے وہ یہ کہ مسلمانوں کے روسا کو میں نے چائے کی دعوت پر مدعو کیا اور سلسلہ عالیہ کی تعلیم، حضرت مسیح پاکؑ کے دعاوی پیش کئے۔ خطبہ الہامیہ اور استفتاء سے حضرت مسیح موعودؑ کا کلام پاک پڑھ کر سنایا۔ اس کے سننے کے بعد امام احمد فوٹا نے جو سینیگال کے باشندہ اور سلسلہ تجانیہ کے معلم اور شریعت اسلام کے عالم ہیں بلند آواز سے تمام لوگوں کے سامنے کہا ”میں صدق دل سے اس کلام پر ایمان لایا، الحمدللہ علیٰ ذالك۔ مجھے اس عالم کے اعلان سے بہت خوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے استقامت بخشے، آمین ثم آمین“۔ (الفضل 20 مارچ 1922ء)

نائیجیریا میں دس ہزار نفوس کی احمدیت میں شمولیت

مولانا عبدالرحیم نیّر صاحبؓ مؤرخہ 8 اپریل 1921ء کو نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس پہنچے۔ آپ نے اپنی آمد کے ساتھ ہی بغیر کسی تاخیر کے وہاں پہلے سے موجود احمدیوں کے لئے تربیتی وتبلیغی کام کا آغاز کر دیا۔ چنانچہ مساجد کے ائمہ کے پاس جاکر ملاقاتیں کرنی شروع کیں۔ آپ مساجد میں جاتے اور وہاں امام سے مل کر لوگوں کو

تبلیغ کرتے۔ چنانچہ ان ملاقاتوں میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو تاریخ احمدیت میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ تفصیل اس واقعہ کی یوں ہے کہ ایک بار مولانا صاحب القرآن فرقہ (Alquranic Section) کی جامع مسجد واقع Proloya Street 37, Lagos ملاقات کی غرض سے تشریف لے گئے۔ مولانا صاحب کی آمد پر اس فرقہ کے لوگوں کو جو خوشی ہوئی وہ ناقابل بیان ہے۔ مولانا صاحب کو بار بار آنے کی دعوت دی جا چکی تھی اور لوگ آپ کی آمد کے بے حد منتظر تھے۔ آپ کی آمد پر لوگوں کی خوشی کی وجہ یہ تھی کہ اس فرقہ کے ایک عالم Alfa Ayanmo نے آپ کی آمد کی پیشگوئی کی ہوئی تھی۔ جب آپ نے انہیں پیغام حق پہنچایا تو القرآن فرقہ کے ایک شخص نے آخری صف سے کھڑے ہو کر الفا ایانمو مرحوم Alfa Ayanmo Late کا ایک کشف بیان کیا کہ کس طرح الفا صاحب نے مسیح اور مہدی کو کشف میں دیکھا اور یہ کہ کس طرح انہوں نے (یعنی مسیح اور مہدی نے) الفا صاحب سے وعدہ کیا کہ ”اگرچہ میں خود اس ملک میں نہ آسکوں گا لیکن میرا ایک عظیم نمائندہ آئے گا جو تمہاری اصلاح اور راہنمائی کرے گا اور لوگوں کی حالت کو سدھارے گا اور جو کوئی اس کی آواز پر لبیک کہے گا قرآن کو ہاتھ میں لے کر وہ ضرور کامیاب ہو گا لیکن جو اس کی آواز کو نہ سنے گا وہ ہلاک ہو جائے گا“۔ اس واقعہ کی تصدیق تمام لوگوں نے کی۔ اس سے حضرت نیرؔ صاحب کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آگئے اور آپ اس وقت دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے واپس چلے گئے۔ یہ واقعہ 04 جون 1921ء کا ہے۔ مذکورہ بالا واقعہ تحریر کرتے ہوئے حضرت نیرؔ صاحبؓ مزید لکھتے ہیں:

5 جون 1921ء کو دو نمائندے، مبصرین اور چیف (Chief Ratibis) میرے پاس آئے اور تمام فرقہ کی طرف سے جماعت میں داخل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن میں نے چیف امام سے درخواست کی کہ وہ اپنے فرقہ کے چالیس نمائندے لے کر آئیں تا کہ بیعت کی رسومات پوری کی جائیں۔ چنانچہ چیف امام صاحب اور چالیس نمائندگان نے اپنے فرقہ کی نمائندگی میں بیعت کی اور یہ نمائندگان قریباً دس ہزار لوگوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ (رسالہ تحریک جدید جولائی 1973ء صفحہ 13،12)

تیس نئے احمدی

حضرت نیرؔ صاحب نے اپنی رپورٹ مؤرخہ 21 جولائی 1921ء میں 12 پیگن (Pagan) بت پرست اور 18 مسلمانوں کے احمدیت میں شامل ہونے کی خوشخبری دی۔ نیز بتایا کہ ہزاروں لوگ خدا کے فضل سے احمدیت قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ بیعت کرنے والوں کی اس قدر کثرت ہوتی کہ آپ بیعت کے وقت ان کی تعداد کو شمار نہ کر سکتے تھے البتہ وہ لوگ جو بیعت کے بعد اپنے اسماء سیکرٹری صاحب کو لکھوا دیتے صرف انہی کو احمدی شمار کیا جاتا۔ (الفضل 22 ستمبر 1921ء)

تمام قصبہ احمدیت کے لئے تیار

نائیجیریا میں آباد ایگبا (Egba) نامی قوم کی ریاست کا صدر مقام ابیوکوتہ نامی قصبہ ہے۔ حضرت نیرؔ صاحب نائیجیریا سے واپس گولڈ کوسٹ جانے کا پروگرام بنا چکے تھے کہ ”انصار الدین سوسائٹی“ کی طرف سے ابیوکوتہ قصبہ میں تبلیغ کرنے کی دعوت ملی۔ جسے آپ نے فوراً قبول کر لیا۔
(الفضل 3 اکتوبر 1921ء)

اس قصبہ میں آمد پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ”ینصرك رجالٌ نوحی الیھم من السماء“ کا نظارہ دیکھنے میں آیا۔ کئی لوگوں نے اپنی خوابوں کا ذکر کیا اور ان خوابوں کی بناء پر احمدیت میں شامل ہوئے۔ مخالفت اور تائید الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نیرؔ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”میرے جانے سے قبل ابیوکوتہ میں مخالفین نے مختلف افواہیں اڑا رکھی تھیں۔ عوام کو مجھ سے بدظن کرنے کی کوشش کی تھی مگر دو تقریریں سننے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے پیغام سے اطلاع پانے پر شہر میں ایک محبت آمیز جوش پھیل گیا اور بعض حاجی لوگ آئے اور اپنی رؤیا سنائیں۔ حاجی حسن نے فرمایا:

”چار روز ہوئے میں نے آپ کو یہاں وعظ کرتے ہوئے دیکھا تھا“۔

حاجی محمد باوااماس نے بتایا ”حج بیت اللہ سے واپسی پر ایک جماعت کو درس قرآن میں مصروف دیکھا اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ مہدی کی جماعت ہے“۔

خاندان ریاست کے مسلمان ممبر نے کہا کہ ”آپ کو میں نے رات ہمیں پڑھاتے دیکھا“۔

ایک معزز الفا (مولوی) نے رؤیا سنائی کہ ”میں نے دیکھا کہ ایک وائٹ مین White man آیا ہے اور کہتا ہے کہ میں مہدی ہوں“۔

ان تمام رؤیا کی بناء پر لوگوں کی ایک بڑی جماعت بلکہ کل قصبہ تیار ہے کہ حق قبول کرے اور وہ سیدنا مسیح موعودؑ کا پیغام قبول کرنے پر آمادہ ہے۔ میں نے صرف رئیس مسلمانان شہزادہ الفا علی اگرونگبی (Prince Alfa Ali) کی جو فرمانروا رئیس کے چچا اور سابق فرمانروا کے بھائی ہیں بیعت قبول کی اور ان کو حق پر تیار اور پوری تبلیغ کے بعد احمدیت قبول کرنے پر آمادہ پاکر اور ان کی ضعیف، معمر حالت دیکھ کر ان کی بیعت لے لی۔ اور مجھے کہا گیا ہے کہ یہ دراصل تمام شہر کی بیعت ہے یعنی پندرہ ہزار نفوس احمدیت میں داخل ہو گئے ہیں لیکن میں ابھی تک اسے صرف ایک نہایت اہم شخص کی بیعت تصور کرتا اور کل شہر کے باقاعدہ داخل بیعت ہونے تک اللہ کے فضلوں کا اظہار کرتا ہوا احتیاطاً یہی کہتا ہوں کہ پندرہ ہزار آدمی انشاءاللہ تیار ہے“۔ (الفضل 20 اکتوبر 1921ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا کئے جانے والے الہام ”ینصرك رجالٌ نوحی الیھم من السماء“ کے براعظم افریقہ میں پورا ہونے کی یہ چند ایک مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ ان نظاروں کا سلسلہ ابتداء سے اب تک جاری و ساری ہے اور ہم اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے گاہے گاہے سنتے رہتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور وحی و الہام کے ذریعہ سعید فطرت لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر اطلاع پاکر ایمان لانے والوں کی صف میں شامل ہوتے رہیں گے، ان شاءاللہ العزیز۔

سعادت احمد۔ واقف زندگی (ایم اے اسلامیات)

جرمنی کے شہر ہاناؤ میں نسل پرستانہ دہشت گردی

جماعت احمدیہ کی طرف سے شدید مذمّت

دریائے مائین Main کے کنارے آباد جرمنی کا شہر ہاناؤ (Hanau) صوبہ ہیسن کا ایک معروف شہر ہے۔ فرانکفرٹ سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر اس شہر کو گرِم برادران (Brüder Grimm) کے شہر سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ گرِم برادران (1785ء) جرمن زبان اور قوم کا مان ہیں کیونکہ ان دونوں بھائیوں نے جرمن لوک کہانیوں کو اکٹھا کر کے شائع کیا اور جرمن لغت مرتب کرنے کے کام کا آغاز کیا اور دکھایا کہ وقت کے ساتھ الفاظ کیسے تبدیل ہوجاتے ہیں۔ مؤرخہ 19 فروری 2020ء کو اس شہر میں ایک نئی خونچکاں داستان لکھی گئی یہ داستان کوئی لوک کہانی نہ تھی بلکہ واقعۃً ایک دل خراش داستان تھی جو نفرت بھرے الفاظ و خیالات کے نتیجہ میں خون کے ساتھ لکھی گئی اور انسانیت کے چہرہ پر ایک سیاہ داغ نقش کر گئی۔ اُس رات 10 بجے اس شہر کے دو Shisha Bars میں 43 سالہ ایک جرمن نژاد جنونی شخص 'توبیاس آر' نے داخل ہو کر اندھادُھند فائرنگ کر کے نو افراد کی جان لے لی اور پانچ کو زخمی کر دیا۔ بعد ازاں اپنے گھر پہنچ کر اپنی اور اپنی والدہ کی جان بھی لے لی۔

جرمن چانسلر انگیلا میرکل سمیت سبھی سیاستدانوں اور سماجی رہنماؤں نے اس واقعے کی کڑی مذمت کی اور کہا کہ ”نسل پرستی ایک زہر ہے، نفرت بھی زہر ہے اور یہ زہر ہمارے معاشرے میں موجود ہے اور بہت سے جرائم کا ذمہ دار بھی ہے۔ وفاقی حکومت اور اس کے تمام ریاستی ادارے ملک میں رہنے والے ہر فرد کے حقوق اور انسانی اقدار کے ضامن ہیں۔ ہم اپنے شہریوں میں ان کے پس منظر یا مذہبی بنیاد پر کسی قسم کا فرق نہیں کرتے۔ ہم اپنی تمام تر طاقت اور عزم کے ساتھ ان لوگوں کے خلاف کھڑے ہیں جو اس جرمن معاشرہ کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں“۔

مؤرخہ 20 فروری کو دہشت گردی کے اس حملے میں ہلاک ہونے والوں کے سوگ میں جرمنی بھر میں تعزیتی تقریبات کا انعقاد ہوا۔ شہر ہاناؤ میں ہونے والی تقریب میں جرمن صدر فرانک والٹر شٹائن مائر (Frank-Walter Steinmeier) نے شرکت کی۔ اس کے ساتھ ہی ملک بھر میں احمدی مسلمانوں نے بھی ان تعزیتی تقریبات میں حصہ لیا اور امن اور یکجہتی کے مظاہرہ کے ساتھ اس واقعہ کی مذمت کی۔

جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنی پریس ریلیز میں اس واقعہ کی سخت مذمت کرتے ہوئے لکھا:

”کچھ عرصہ سے جرمنی میں مسلمانوں کو دائیں بازو کی بعض جماعتوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا ہے اور انتہاپسندی کی یہ لہر سارے ملک میں پھیل رہی ہے جو خطرہ کی گھنٹی ہے۔ کاسل ڈویژن کے کمشنر لوبکے (Lübke) کا بہیمانہ قتل اس کی ایک واضح مثال ہے۔ علاوہ ازیں اس واقعہ سے ایک ہفتہ قبل دائیں بازو کے ایک شدت پسند گروپ نے بھی جرمنی میں وسیع پیمانے پر مساجد پر مسلح حملوں کا منصوبہ بنایا تھا، جیسے گزشتہ برس نیوزی لینڈ میں کیے گئے تھے۔ اس سے قبل جرمنی کے صوبے Sachen-Anhalt کے شہر Halle میں ایک جرمن نسل پرست دہشت گرد نے مسلح حالت میں ایک یہودی عبادت گاہ میں گھسنے کی کوشش کی تھی اور ناکام ہونے پر قریب ہی واقع یہودیوں کے قبرستان میں فائرنگ کر کے ایک خاتون اور ایک ترک ریستوران میں ایک اور شخص کو ہلاک کر دیا تھا“۔

پریس ریلیز کے آخر پر امید کا اظہار کیا گیا ہے کہ حکومتی ادارے بروقت کارروائی کر کے ایسے واقعات کو روکنے کی کوشش کریں گے اور دعا کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے وطن کو اس قسم کی بدامنی، دہشت گردی اور سفاکانہ کارروائیوں سے محفوظ و مامون رکھے، آمین۔

تعارفِ کتب

نوید حمید

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے

اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے اُمیدوار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم اور بنیادی مقصد تکمیل اشاعت دین تھا۔ اس لیے حضور علیہ السلام کی زندگی کا ہر لمحہ تصنیف و تالیف اور اشاعت ہدایت کے لیے وقف رہا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو خارق عادت تصنیفی صلاحیتیں ودیعت کی گئی تھیں۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلطان القلم کے خطاب سے نوازا اور آپ کے قلم کو ”ذوالفقار“ قرار دیا۔ یہ حضرت علیؓ کی تلوار کا نام تھا جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دورِ اوّل میں اپنی تلوار سے دین کا مؤثر دفاع کیا، ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنا قلم دین کی اشاعت، اسلام کے دفاع اور معاندین پر اتمام حجت کے لیے بروئے کار لائے۔ آپ خود ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیفات کا سلسلہ ہزارہا صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ کلام صرف اپنی ضخامت اور مقدار کے لحاظ سے ہی حیرت انگیز نہیں بلکہ اس کی ہر ہر سطر میں معارف بیان کئے گئے ہیں اور اس کا حرف حرف معجزہ ہے۔ اسی طرح یہ عبارتیں ظاہری اعتبار سے بھی اتنے خوبصورت اسلوب میں تحریر کی گئی ہیں کہ بڑے بڑے لکھاری بھی عش عش کر اُٹھتے ہیں۔ مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا کلام ظاہری اور باطنی حسن کا ایک عدیم المثال مرقع ہے۔ اسی لئے یہ کلام لاتعداد لوگوں کے لیے رشد و ہدایت کا باعث بنا اور قیامت تک بنتا رہے گا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ اپنی تحریروں کو ایک اعجاز کے طور پر پیش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آپ کے ساتھ یہ خدا کا خاص فضل ہے جو آپ کے قلم سے اس پایہ کا کلام صادر ہوتا ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاپردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“
(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434)

نیز تصنیفی کام کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سپرد کردہ کاموں کی ایک شاخ قرار دیتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اِس عاجز کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ معارف و دقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہوسکتے ہیں اور انسانی تکلّف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیئے گئے“۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 12)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کردہ کتب کی تعداد پچاسی سے زیادہ ہے اور یہ روحانی خزائن کی 23 بڑی جلدوں میں شائع کی گئی ہیں، جن کے کل صفحات 11689 ہیں۔ ان میں سے بعض کتب جیسے براہین احمدیہ، ازالہ اوہام، چشمہ معرفت اور حقیقۃ الوحی کئی صد صفحات پر مشتمل ہیں۔ بعض مختصر کتابچے بھی ہیں۔ آپ کے تصنیفی کام کا دور 1875ء سے شروع ہو کر 1908ء تک پھیلا ہوا ہے اور 33 سال کے طویل دور میں آپ ہمہ وقت تصنیف و اشاعت کے کام میں مصروف رہے اور اس طرح ایک عظیم الشان لٹریچر کا بانی قرار پائے۔

حضور اقدس کے تصنیفی کام کی ایک شاخ اشتہارات بھی ہیں، آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”دوسری شاخ اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے جو بحکمِ الٰہی اتمامِ حجت کی غرض سے جاری ہے اور اب تک بیس ہزار سے کچھ زیادہ اشتہارات اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پر پورا کرنے کے لئے شائع ہو چکے ہیں اور

وہ مقدس کمرہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تصنیف و تالیف کے ذریعہ قلمی جہاد میں ہمہ تن مصروف رہے

آئندہ ضرورت کے وقتوں میں ہمیشہ ہوتے رہیں گے''۔
(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 13)

اطلاعات، دعوت ناموں اور مخالفین پر اِتمامِ حجّت کے لئے آپ نے مختلف مواقع پر یہ اشتہارات چھپوائے جنہیں مجموعہ اشتہارات کے نام سے تین جلدوں میں شائع کیا گیا ہے اور یہ تین جلدیں 1695 صفحات پر مشتمل ہیں۔
تبلیغی ضرورتوں کی بنا پر حضور اقدس علیہ السلام کو بکثرت خطوط بھی آتے تھے جن کے جوابات بھی باقاعدہ دیئے جاتے تھے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''چوتھی شاخ اس کارخانہ کی وہ مکتوبات ہیں جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ اب تک عرصہ مذکورہ بالا میں (1890ء تک، ناقل) نوے ہزار سے بھی کچھ زیادہ خط آئے ہوں گے جن کا جواب لکھا گیا بجز بعض خطوط کے جو فضول یا غیر ضروری سمجھے گئے اور یہ سلسلہ بھی بدستور جاری ہے اور ہر ایک مہینے میں غالباً تین سو سے سات سو یا ہزار تک خطوط کی آمد و رفت کی نوبت پہنچتی ہے''۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 23)

حضور اقدسؑ کے ان خطوط کے مجموعہ کا نام مکتوبات احمد ہے اور یہ چار جلدوں کے 2909 صفحات پر مشتمل ہے۔

جہاں حضور علیہ السلام مسلسل تصنیف و اشاعت کے کاموں میں مصروف رہے اور سیف کا کام قلم سے دکھاتے رہے، وہاں آپ نے اپنے خدام کی تعلیم و تربیت کے لئے زبانی وعظ و نصیحت کا کام بھی جاری رکھا۔ مختلف مجالس میں یا جلسہ سالانہ کے موقع پر حضورؑ خطابات فرماتے رہے جو اس زمانے کے جماعتی اخبارات ''البدر'' اور ''الحکم'' میں شائع ہوتے رہے۔ یہ تمام مواد ''ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام'' کے نام سے دس جلدوں میں شائع ہوا۔ ان کے مجموعی طور پر 4598 صفحات ہیں۔ ان میں بعض تقاریر اپنی ذات میں ایک مکمل کتاب کا درجہ رکھتی ہیں جیسے آپ کی تقاریر جلسہ سالانہ جو کتابی شکل میں ''انفاخِ قدسیہ'' کے نام سے شائع کی گئیں۔
الغرض یہ حضور اقدس علیہ السلام کے عطا کردہ روحانی خزائن کا نہایت مختصر جائزہ ہے۔ آپ کے قلمی اور علمی کارہائے نمایاں کی تفصیل پیش کرنا ایک مضمون میں ممکن نہیں ع

سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لیے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تخلیق کردہ اس عظیم الشان معجز نما لٹریچر کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اسے جماعت احمدیہ سے باہر کے حلقوں میں بھی قبولیت کی سند ملی۔ چنانچہ ہندوستان کے بڑے بڑے علماء اور معاند بھی اس لٹریچر کی عظمت شان کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ فرقہ اہل حدیث کے مشہور لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے براہین احمدیہ کے بارہ میں لکھا:

'ہماری نظر میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی'۔ (رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد 7 نمبر 6 صفحہ 169)

اخبار وکیل میں برصغیر کے مشہور مفسر، صحافی اور ماہر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی علمی اور تصنیفی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

''وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی، جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دُنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شورِ قیامت ہو کے خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا......
'مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اُس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا'۔
(اخبار ''وکیل'' امرتسر بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 560)

جماعت احمدیہ کے شدید معاند چوہدری افضل حق صاحب مفکر احرار کا بیان ہے:

'مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہوسکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا.....اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں

کے مختلف فرقوں کے لئے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے نمونہ ہے''۔
(فتنہ ارتداد اور پولیٹیکل قلابازیاں، صفحہ 124)

حضور علیہ السلام کی وفات پر ایک شذرہ میں ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی، مرزا حیرت دہلوی صاحب نے لکھا:

مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ واقعی بہت تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔
(اخبار کرزن گزٹ دہلی یکم جون 1908 بحوالہ سلسلہ احمدیہ، صفحہ 189)

اخبار 'صادق الاخبار' ریواڑی نے لکھا:

'مرزا صاحب نے اپنی پرزور تقریروں اور شاندار تصانیف سے مخالفین اسلام کو ان کے لچر اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ کے لئے ساکت کر دیا ہے۔ اور کر دکھایا ہے کہ حق حق ہی ہے۔ اور واقعی مرزا صاحب نے حق حمایت اسلام کا کما حقہ ادا کر کے خدمت دین اسلام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا'۔
(بحوالہ بدر 20 اگست 1908ء صفحہ 6)

اس سند قبولیت کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ متعدد بڑے بڑے علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف میں سے بہت سی تحریریں بلا حوالہ اپنی کتب میں نقل کیں۔ چنانچہ حکیم الامت کے لقب سے ملقب مولانا محمد اشرف تھانوی کی کتاب ''احکامِ اسلام، عقل کی نظر میں'' کے صفحہ 205 سے شروع ہونے والا طویل مضمون حضورؑ کی تصنیف لطیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' سے من وعن از راہ سرقہ نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضور کی متعدد نظمیں ''جمال و حسن قرآں.........'' اور ''اِک نہ اک دن پیش ہوگا........'' کو بھی اہلحدیث کے مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کے اخبار ''تنظیم اہلحدیث لاہور'' کے پرچے (30 جون 1961ء) اور فتاویٰ ثنائیہ باب اوّل عقائد و مہمات دین جلد اوّل صفحہ 86 پر نقل کر کے جہاں ادبی و مذہبی سرقہ کے مرتکب ہوئے وہاں زبان حال سے حضرت مسیح موعود کے پیدا کردہ لٹریچر کی اہمیت و افادیت پر بھی مہر تصدیق ثبت کر گئے۔

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ علمی کام ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس سے استفادہ کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں''۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس روحانی مائدہ سے بھرپور انداز میں اکتساب فیض کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

چند نئی تقرریاں

سیّدنا حضرت امیرالمومنین ایّدہ اللہ تعالیٰ نے مبلغ انچارج جرمنی مکرم صداقت احمد صاحب کو افسر جلسہ گاہ جرمنی مقرر فرمایا ہے۔ موصوف سے پہلے مکرم حافظ مظفر عمران صاحب 2015ء سے یہ خدمت بجا لا رہے تھے۔ اکتوبر 2019ء میں حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ نے نیشنل سیکرٹری تربیت کے ساتھ ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے تعمیر سو مساجد کی ذمہ داری بھی مکرم حافظ صاحب کے سپرد فرمائی ہے۔

علاوہ ازیں مکرم حمّاد ہیبرٹ صاحب ایڈیشنل سیکرٹری تربیت (نومبائعین) کو رسالہ ریویو آف ریلیجنز (جرمن ایڈیشن) کا مینیجر مقرر فرمایا ہے۔

ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی ان سب خدام سلسلہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین رنگ میں اپنی ذمہ داریاں سرانجام دینے کی توفیق بخشے اور اپنے فضل سے ان کی خدمات میں برکت عطا فرمائے اور شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔

بقیہ: آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا از صفحہ 29

رفتہ رفتہ ہمسایہ عورتوں کی آمد و رفت ہمارے مکان میں ہوئی اور والدہ کو معلوم ہوا کہ امرتسر میں جو کچھ غیبت اس سے حضرت اقدس کی، کی گئی تھی، (وہ) بالکل جھوٹ ہے۔ اور یہاں کے مخالف بھی ایسے گندے الزام سن کر حیران ہوتے ہیں، تو ان کو بہت تعجب ہوا۔

ایک رات تہجد کے بعد آپ نے سنا کہ کوئی کہتا ہے ''یا حضرت عیسیٰؑ'' اور ایک بزرگ صورت کو ہاتھ میں عصا لئے ہوئے بھی دیکھا۔ ایک دن آپ نے مجھے گھر میں ہمشیرہ کے پاس بٹھا کر تاکید کی کہ میرے آنے تک کہیں نہ جانا اور خود کئی عورتوں کو ساتھ لے کر ڈرتے ڈرتے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں گئیں۔ اور جب آپ کو دیکھا تو معلوم کیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو چند یوم ہوئے کشف میں دیکھا تھا۔ پھر کیا تھا آپ نے بیعت کر لی۔ اور اپنی لڑکی کو بھی لے جا کر بیعت کرائی۔ وذالك الحمد۔
(رجسٹر روایات نمبر 8 صفحہ 167-149)

حضرت غلام حیدر صاحب رضی اللہ عنہ ولد میاں خدا بخش صاحب سکنہ احمد نگر ضلع گوجرانوالہ روایت کرتے ہیں:

''1903ء میں مجھے نماز پڑھنے کا شوق ہوا۔ چنانچہ میں نے نماز پڑھنی شروع کی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک بزرگ آدمی کے ہمراہ اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں۔ اسی اثناء میں ایک چٹھی رساں نے مجھے کشتی نوح لا کر دی۔ اسے میں نے غور سے پڑھا۔ غیر احمدیوں نے شور مچانا شروع کیا اور مشورہ دیا کہ مخالفین کی کتابیں بھی منگوائی جاویں جو کہ منگوائی گئیں۔ پھر میں نے قرآن شریف باترجمہ پڑھنا شروع کیا۔ قرآن شریف اور کشتی نوح کی تعلیم کو ایک ہی پا کر میں نے ارادہ کیا کہ اب مجھے بیعت کر لینی چاہئے۔ اسی چٹھی رساں نے پھر مجھے حضرت صاحب کا فوٹو لا کر دکھایا۔ فوٹو کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ یہ فوٹو اسی شخص کا ہے جس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر میں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا۔
(رجسٹر روایات نمبر 5 صفحہ 123)

سفرِ ہدایت

جماعت احمدیہ جرمنی کے مایہ ناز اور نابغہ روزگار وجود محترم ہدایت اللہ ہُبش صاحب کے حلقہ بگوش اسلام واحمدیت کی روح پرور داستان جسے مرحوم کی خود نوشت Mein Weg zum Islam اور بعض دیگر مضامین کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ (محمد انیس دیالگڑھی)

میں 8 جنوری 1946ء کو Chemnitz کے ایک عیسائی گھرانہ میں پیدا ہوا۔ میری تربیت عیسائی طریق پر ہی ہوئی مگر زیادہ سختی نہیں تھی۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی Volksschule کے بعد Gymnasium میں داخل ہوا، چودہ سال کی عمر میں بعض مسائل کی وجہ سے سکول بدلنا پڑا اور میں نے Laubach کے بورڈنگ سکول میں داخلہ لے لیا۔ والدین سے علیحدگی کی وجہ سے میں آزادی پسند ہوگیا۔ والد صاحب کے ساتھ میرے تعلقات اچھے نہ تھے کیونکہ وہ نازی ازم کے حامی تھے اس لئے ان سے میرا ہمیشہ جھگڑا رہتا۔ تاہم ان کی اچانک وفات پر مجھے سخت صدمہ ہوا۔ سکول میں کمیونزم اور میوزک میں مجھے بہت دلچسپی ہوگئی تھی اور بائیں بازو کے ایک گروپ میں شامل ہوگیا تھا۔ اپنے مخصوص رویہ کی وجہ سے مجھے گمنازیم بھی چھوڑنا پڑا اور فرانکفرٹ کے نواحی قصبہ Oberursel منتقل ہوگیا۔ یہاں بھی پڑھائی میں دل نہ لگا اور زیادہ تر رجحان غیر نصابی سرگرمیوں کی طرف رہا۔ ادب، میوزک کے ساتھ ساتھ اب سیاست میں بھی حصہ لینے لگا تھا۔ میں نے ملٹری اور ایٹمی ہتھیاروں کے خلاف ایک انجمن (Verein) بھی بنائی۔

اُس وقت میں سوشلزم کا حامی ہونے کے ساتھ دہریہ بھی ہو چکا تھا۔ میں نے ایک چھوٹا سا رسالہ بھی نکالنا شروع کر دیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد Marburg میں نابینا لوگوں کے سکول میں کام شروع کر دیا لیکن وہاں بھی میرا دل نہ لگا لہٰذا فرانکفرٹ واپس آ کر شاعری اور میوزک کو ذریعہ معاش بنالیا اور اس میدان میں کامیاب رہا۔ ماضی میں میرا رویہ باغیانہ رہا تھا جس کی وجہ سے میرے اندر ہر معاملہ میں بغاوت کے جذبات جنم پذیر رہتے۔ اس باغیانہ طرزِ عمل کے زیر اثر 1968ء میں طلباء کی ایک انقلابی تحریک کا سرگرم رکن بن گیا۔ بعد ازاں یہی تحریک کے چنگل میں جا پھنسا۔ یہ تحریک محبت اور امن وسکون کی داعی تو تھی لیکن اس نے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد کو منشیات کی لعنت میں مبتلا کر دیا۔

شعر گوئی کا ملکہ ابتداء سے ہی مجھے ودیعت تھا، میری نظمیں پسند بھی کی جاتی تھیں جس کی وجہ سے میرا مجموعہ کلام ایک مشہور اشاعتی ادارہ نے شائع بھی کر دیا جسے وسیع پیمانہ پر پذیرائی ملی۔ لیکن اس کے باوجود مجھے طمانیت اور سکینت نصیب نہ ہوئی۔ جس پر بدھ ازم کا تجربہ کرنے نکلا، لیکن وہاں بھی اطمینان قلب نہ ملا۔ یکم مئی 1968ء کو میں نے ایک دکان کھولی جس میں ہپیوں کی دلچسپی کی تمام چیزیں میسر تھیں۔ لیکن سال کے آخر میں پولیس نے اسے غیر قانونی قرار دے کر تالا لگا دیا۔ اُس وقت تک میں منشیات میں اس قدر ڈوب چکا تھا کہ مجھے پاگل خانہ میں داخل کر دیا گیا۔ چودہ دن کے بعد میرے ایک وکیل دوست نے مجھے وہاں سے نکلوایا۔ میں مایوسیوں اور ناکامیوں کی ایسی حوصلہ شکن حالت سے گزر رہا تھا کہ کسی بھی سمت امید کی کوئی کرن دکھائی نہ دیتی، اِس صورت حال نے مجھے اور بھی دیوانہ بنا

- پیدائش 8 جنوری 1946ء Chemnitz
- 1960ء تک ابتدائی تعلیم مکمل کر کے میوزک میں دلچسپی لینے لگے۔
- 15 سال کی عمر میں پہلی نظم لکھی۔
- 1969ء: یادگار تاریخی سفر مراکو۔
- 1970ء: حلقہ بگوش اسلام احمدیت ہوئے۔
- 1974ء: ماریشن خاتون ہدایت بیگم سوکیہ صاحبہ کے ساتھ شادی۔
- 1975ء: پہلی بیٹی عطیۃ النور (موجودہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی) کی پیدائش
- 1979ء: ہدایت بیگم صاحبہ کی وفات
- 1980ء: محترمہ صادقہ احمد صاحبہ بنت مکرم سعید احمد صاحب درویش قادیان کے ساتھ شادی۔
- 1996ء: ادبی خدمات کے اعتراف میں Karl-Sczuk-Preis
- مجلس ادباء Hessen کے آٹھ سال تک سربراہ رہے۔
- قریباً 110 چھوٹی بڑی کتب تصنیف کیں جن میں نظم ونثر کی جماعتی وغیر جماعتی کتب شامل ہیں۔
- سالہاسال تک مسجد نور فرانکفرٹ میں نماز جمعہ پڑھاتے رہے۔
- بے شمار ٹی وی پروگراموں، تبلیغی نشستوں اور انٹرویو میں شرکت کی۔
- 4 جنوری 2011ء کو وفات پائی۔
- 8 جنوری 2011ء کو Süd Friedhof فرانکفرٹ میں تدفین ہوئی۔

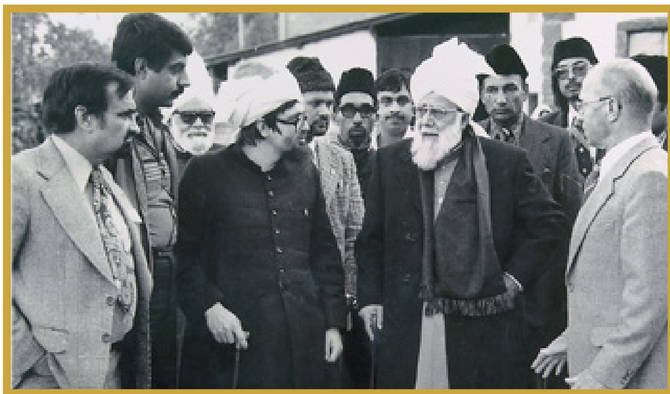

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ دورہ جرمنی 1978ء کے دوران مبلغین سلسلہ اور چند جرمن نَو احمدیوں کے درمیان، بائیں طرف اسی دورہ کے دوران ایک موقع پر حضورؒ مکرم ہدایت اللہ ہُبش صاحب مرحوم کے ساتھ محو گفتگو

دیا۔ منشیات کی عادت اس قدر گہری ہو چکی تھی کہ میرا اس سے چھٹکارا محال ہو گیا بلکہ اب تو میں نے منشیات بیچنی بھی شروع کر دی تھیں۔ اس طرح سے 23 سال کی عمر میں مادی لذتوں کی جنت اور جہنم میں بس رہا تھا۔ مایوسیاں مجھے گھیرے ہوئے تھیں، ایسے میں مجھے ایک ہی چیز سہارا دیتی اور وہ LSD تھی۔

اِنہی خیالات میں غلطاں و پیچاں اور تلاش امن میں سرگرداں اپنی ایک گرل فرینڈ کے ہمراہ مراکش کے صحرا میں جانکلا۔ ایک دن ہم دونوں موٹر میں بیٹھے اس لق و دق صحرا میں سے گزر رہے تھے کہ میں نے بدحواس ہو کر لاشعوری کے عالم میں اپنی گرل فرینڈ کو موٹر روکنے کو کہا۔ جونہی موٹر رُکی میں دیوانہ وار باہر نکلا اور صحرا میں دور تک بھاگتا چلا گیا۔ میں ایسا مخبوط الحواس ہو گیا تھا کہ تمام کپڑے بھی اُتار پھینکے۔ گناہ کا احساس مجھ پر غالب تھا اور میں سمجھتا تھا کہ میرے جیسے گناہگار کے لئے نجات کی اب کوئی راہ نہیں۔ اندھا دھند بھاگتے بھاگتے میں اچانک رُک گیا جیسے کسی چیز نے میرے قدم تھام لئے ہوں۔ اِسی حالت میں مَیں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر بے اختیار ایک فقرہ اپنے منہ سے کہا جو میرے وہم و گماں میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ یہ سراسر میری روح کی پُکار تھی۔ اور وہ فقرہ یہ تھا

O Allah!bitte reinige mich

”اے اللہ! مجھے پاک کر دے“

میں نے اللہ کے بارہ میں کبھی سوچا تک نہ تھا اور میں نہیں جانتا تھا کہ ”اللہ“ کون ہے اور اسلام کے نام سے بھی نا آشنا تھا۔ میں تو ”زین بدھ ازم“ کا پجاری تھا اور عیسائیت کے لئے ایک نرم گوشہ رکھتا تھا۔ اس پس منظر میں میرے منہ سے یہ فقرہ نکلنا کوئی الہامی آواز ہی ہو سکتی تھی۔ میری زبان سے یہ الفاظ ادا ہونے کے فوراً بعد مجھے بانسری کی دھیمی، ملائم، سریلی اور طمانیت انگیز آواز سنائی دی جو قریبی پہاڑیوں سے آ رہی تھی۔ اس وقت مجھ پر سکون اور اطمینان کی ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی اور میں پُرسکون حالت میں واپس موٹر تک پہنچا اور کپڑے پہنے۔ میں نے اپنی گرل فرینڈ سے فوراً جرمنی واپس چلنے کو کہا۔ جرمنی واپس پہنچنے کے بعد بھی ایک عرصہ سخت عذاب اور تکلیف کی حالت میں گزرا۔ میں یوگا میں بھی دلچسپی لیتا تھا اور پاکستان کے ایک صوفی گلوکار کی موسیقی بھی شوق سے سنتا تھا۔ ایک دن میں یہی موسیقی سن رہا تھا کہ اچانک میری نظر دیوار کے ساتھ لٹکے ایک فریم پر پڑی جس پر لفظ ”اوم“ لکھا تھا۔ یہ لفظ ہندی زبان میں خدا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ روشنی کی ایک شعاع اس فریم سے نکل کر میرے اوپر سے ہوتی ہوئی میری پشت کی طرف رکھی الماری کی طرف جا رہی ہے۔ میں نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو روشنی کی یہ شعاع اُس الماری میں پڑی ایک کتاب میں جا کر مدغم ہو گئی ہے۔ یہ وہ الماری تھی جس کو میں نے کئی سال سے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا اور یہ کتاب قرآن کریم تھی۔ میں نے اُس وقت قرآن کریم کو ہاتھ میں لیا اور قرآن کریم کی آیات کو پڑھا۔ چند آیات کے مطالعہ کے بعد ہی میرے دل میں یہ بات جاگزیں ہو گئی کہ یہ وہی کتاب ہے جس میں خدا بولتا ہے اور آسمانی صداقتوں سے پُر ہے۔ اس سے قبل میں نے کئی مذہبی اور الہامی کتابیں پڑھی تھیں مگر کبھی میری حالت ایسی نہ ہوئی تھی جیسی کہ قرآن کریم پڑھتے وقت ہوئی۔ قرآنی صداقت کی طاقت نے مجھے پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیا۔ میرے دل نے اُسی وقت فیصلہ کر لیا کہ میں آج سے مسلمان ہوں۔ میری والدہ گھر واپس آئیں تو میں نے یہ خبر اپنی والدہ کو سنائی کہ ”اب میں مسلمان ہوں“ والدہ نے یہی سمجھا شاید مجھے کوئی نیا دورہ پڑا ہے کیونکہ اس سے قبل میں کئی روحانی تجربات کر چکا تھا مگر سکون نصیب نہ ہوا تھا۔

انہی دنوں میں نے اخبار میں پڑھا کہ ماہ رمضان شروع ہونے والا ہے۔ روزے کے بارہ میں میری معلومات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ میں نے کسی مسجد کی تلاش شروع کر دی۔ بڑی تگ و دو کے بعد مجھے نور مسجد فرانکفرٹ کا پتہ ملا۔ میں نے فون کر کے روزہ اور سحر و افطار کے اوقات معلوم کئے جو اُنہوں نے مجھے بھجوا دیئے۔ چند دنوں کے بعد پیدل ہی نور مسجد چلا گیا۔ میری اور میرے کپڑوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اس کے باوجود امام مسجد مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے میرا استقبال کیا۔ گویا ایک باپ کو اس کا گمشدہ بچہ دوبارہ مل گیا ہو۔ اُنہوں نے مجھے جرمن ترجمہ والا قرآن کریم اور نماز پڑھنے کے طریق کی کتاب اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ”کشتی نوح“ پڑھنے کے لئے دی۔ میں نے باقاعدگی سے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ میں نماز میں بچہ کی طرح روتا تھا۔ اُنہی دنوں میں نے ایک خواب دیکھا کہ فرشتے مجھے بلندی کی طرف لے کر جا رہے ہیں لیکن اِس دوران میرے بوٹ نیچے گر گئے ہیں۔ میرے لئے جوتے شیطان کی علامت تھے۔ لہٰذا میں بہت خوش ہوا کہ میری سمت درست ہے مگر یہ احساس پھر

کاسل میں جرمن مہمانوں کے ساتھ تبلیغی نشست: دائیں سے بائیں محترم عطاء اللہ کلیم صاحب، محترم امیر صاحب جرمنی، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، محترم ہدایت اللہ ہُبش صاحب مرحوم اور محترم عبدالباسط طارق صاحب

بھی نہ ختم ہوا کہ میں نہایت ہی گناہ گار شخص ہوں اور میری موت بھی قریب ہے۔ مگر موت سے قبل میں حج کا فریضہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ ایک دن میں اس غرض سے بغیر کسی کو اطلاع دیئے گھر سے نکل کھڑا ہوا حالانکہ میرے پاس معقول رقم بھی نہ تھی۔ میں لفٹ لیتا ہوا سپین پہنچا۔ وہاں سے مراکش سے ہوتے ہوئے سعودی عرب جانے کا خیال تھا مگر مراکش والوں نے مجھے داخلہ دینے سے انکار کر دیا۔ سپین کی پولیس نے مجھے پکڑ کر قید بھی کر دیا اور میں بیمار بھی ہوگیا۔ میں بالکل تنہا تھا، صرف نماز اور قرآن کریم کے سہارے زندہ تھا۔ رہائی کے بعد میں نے سپین کی ایک مسجد میں نماز ادا کرنے کی کوشش کی مگر نماز کے دوران ہی ایک شخص نے مجھے جھنجوڑنا شروع کر دیا کہ میں نماز چھوڑ کر مسجد سے نکل جاؤں۔ میں ان لوگوں کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھنے کا خواہش مند تھا مگر انہوں نے مجھے وہاں سے نکال باہر کیا۔ اس پر میں مزید افسردہ اور مایوس ہوگیا کہ خدا مجھے کیوں مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ مجھ پر یہ خیال غالب آ گیا کہ مجھے واپس جرمنی جا کر اپنے گناہوں کی تلافی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے چنانچہ میں واپس جرمنی چلا آیا۔

ایک دن میں فرانکفرٹ نور مسجد میں پہنچا تو مسجد کے دروازے پر ایک شخص نے مجھے اندر جانے سے روک دیا۔ میرے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا کہ خدا مجھ سے ابھی تک ناراض ہے اور مجھے اپنے گھر میں داخلہ کی اجازت نہیں دیتا۔ اچانک مجھے قرآنی آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یاد آ گئی۔ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ اچانک مجھے خیال آیا کہ میں اندھا ہونے سے ڈرتا ہوں اور آنکھیں میرے لئے بڑی نعمت ہیں۔ یہ خیال آتے ہی میں نے خدا سے عرض کیا کہ اے خدا میں اپنی آنکھیں تیرے حضور نذر کرتا ہوں۔ اچانک میری نظر مسجد کے دوسرے دروازے پر پڑی تو میں اُس دروازے کی طرف بڑھا۔ وہاں بھی ایک پہرہ دار نے مجھے روک دیا۔ میں نے پھر دل کی گہرائی سے خدا کے حضور دعا کی کہ اے خدا! میں اپنی آنکھیں تیرے حضور پیش کرتا ہوں۔ مجھے مسجد میں داخل ہونے دے۔ اچانک دوسرا شخص نمودار ہوا اور اُس نے مجھے اندر آنے کی اجازت دے دی۔

میں اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھنے لگا اور ایک عجیب بشاشت سے مسجد میں داخل ہوگیا۔ میں نے اپنی نماز ادا کی اور مسجد میں ہی بیٹھ گیا۔ ڈائس پر ایک لمبی داڑھی اور پگڑی والی روحانی اور نورانی شخصیت والے وجود کو دیکھا۔ مگر اُس کی زبان میرے لئے اجنبی تھی۔ کچھ دیر کے بعد یہ نورانی وجود بیٹھ گیا اور پھر کھڑا ہو کر کچھ پڑھنے لگا۔ یہ تجربہ میرے لئے بالکل نیا تھا کیونکہ اس سے قبل میں نے جمعہ کی نماز کبھی ادا نہیں کی تھی۔ جب یہ شخص بیٹھنے کے بعد دوبارہ کھڑا ہوا تو اس کی دونوں آنکھوں سے بجلی کا کوندا میری آنکھوں کی طرف لپکا اور میری آنکھیں ایسی خیرہ ہوئیں کہ مجھے لگا کہ میں اندھا ہوگیا ہوں مگر میری بینائی بحال تھی۔ ابھی میں اس واقعہ کے طلسم سے نہیں نکلا تھا کہ نمازی کھڑے ہو گئے اور نماز شروع ہوگئی۔ نماز کے بعد اُسی روحانی وجود نے حاضر احباب سے گفتگو شروع کر دی۔ میرے ساتھ بھی گفتگو کی مگر میری زبان گنگ اور قوت گویائی سلب ہوگئی تھی۔ بعد میں مجھے علم ہوا کہ یہ عظیم الشان روحانی وجود حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بابرکت وجود تھا۔ مَیں نے بیعت کی درخواست بھی کی جو قبول ہوئی اور چونکہ خدا نے خود میری ہدایت اور راہنمائی کا سامان کیا تھا اس لئے حضورؒ نے میرا اِسلامی نام "ہدایت اللہ" رکھا۔

(ترجمہ و تلخیص از Mein Weg zum Islam)

مکرم ہدایت اللہ صاحب کے قبول اسلام کے اس واقعہ کی منظر کشی کرتے ہوئے اس وقت کے مبلغ انچارج مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب مرحوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس نوجوان کے نصیب جاگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 1970ء میں افریقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ حسبِ پروگرام آپ نے زیورک سے لیگوس کے لئے روانہ ہونا تھا۔ لیکن جو فلائٹ زیورک سے لیگوس پہنچتی تھی وہ وہاں پر شام کو پہنچتی تھی جس وقت ان دِنوں میں اغلباً کرفیو لگتا تھا۔ لہٰذا اچانک پروگرام میں تبدیلی کی گئی اور حضور زیورک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مکرم ہدایت اللہ ہُبش صاحب مرحوم کے ساتھ شفقتوں کے نظارے

سے بذریعہ ٹرین فرانکفرٹ تشریف لائے جہاں سے لیگوس کے لئے فلائٹ لی۔فرانکفرٹ میں آپ کا قیام تین روز رہا جس کے دوران جمعہ بھی تھا۔جرمنی میں اس وقت احمدیوں کی بہت تھوڑی تعداد تھی۔ اطلاع ملنے پر اکثر فرانکفرٹ حاضر ہوگئے۔یہ ہپی نوجوان جسے حضورؒ کی تشریف آوری کا کوئی علم نہ تھا مسجد پہنچ گیا۔اس کی ہیئت کذائی دیکھ کر باہر ڈیوٹی پر کھڑے خدام نے اسے اندر آنے سے روکا۔ اس نے اندر جانے پر اصرار کیا۔بالآخر بات خاکسار تک پہنچی۔خاکسار مسجد میں پہنچا تو وہی صاحب تھے۔خدام سے کہا کہ انہیں اندر آنے دیں یہ آ کر دوسرے نمازیوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھ گئے۔نماز کی ادائیگی کے بعد تسبیحات سے فارغ ہوکر حضورؒ نے خدام کی طرف رُخ فرمایا اور متبسم چہرہ کے ساتھ احباب سے محوِ گفتگو ہوئے۔یہ نوجوان کچھ فاصلہ پر دوزانو سر جھکائے بیٹھا تھا۔تھوڑی دیر بعد خاکسار نے حضورؒ کی خدمت میں اس نوجوان کا تعارف کرواتے ہوئے عرض کیا کہ یہ صاحب شاعر ہیں اور ہپی خیالات کے ہیں بلکہ ایک ہپی گروپ کے بانی ہیں۔اس پر حضورؒ نے اس نوجوان کو مخاطب ہوکر فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دنیا بے ثبات ہے اور اصل زندگی تو حیاتِ آخرت ہے اس دنیا کے علائق میں محو ہوکر اخروی زندگی کو بھولنا نہیں چاہیے اور حیاتِ آخرت کی بہتری کے لئے اس دنیا میں کوشاں رہنا چاہیے۔یہ نوجوان مسلسل سر جھکائے بیٹھا رہا۔ خدا تعالیٰ کے پیارے بندے کی نگاہوں نے اس مُشت خاک کی کایا پلٹ دی۔یہ مجلس تو برخواست ہوئی بندۂ خدا کی نگاہیں اپنا کام کر گئیں۔یہ نوجوان جلد ہی دنیاوی علائق کو پس پُشت ڈال کر حیاتِ اُخروی کا اندوختہ تیار کرنے کے لئے کمربستہ ہوگیا۔رسول کریم ﷺ اور آپ کے خادم حضرت مسیح موعودؑ سے والہانہ عشق نصیب ہوا جواب اس کی نظم ونثر سے ظاہر ہے۔

(سوونیئر صد سالہ 1889-1989 جماعت احمدیہ جرمنی صفحہ 126)

بقیہ: تبلیغی سرگرمیاں از صفحہ 26

25 جنوری بروز ہفتہ بیت السبوح میں سال رواں کی پہلی ورکشاپ منعقد ہوئی۔ورکشاپ میں دو سو سے زائد داعیان الی اللہ نے شرکت کی۔25 جنوری کو صبح دس بجے ورکشاپ کا آغاز نیشنل امیر صاحب جرمنی کی صدارت میں ہوا۔تلاوت قرآن کریم وترجمہ کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے افتتاحی تقریر میں کہا کہ ہمارے لئے یہ خوشی کی بات ہے کہ اب بکثرت نوجوان تبلیغ کے میدان میں متحرک ہورہے ہیں۔یہاں جرمنی میں گذشتہ چند سال سے اسلام کے حوالہ سے حالات تبدیل ہوئے ہیں۔اب اسلام جرمنی میں معمول کے موضوعات میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو اسلام کی نمائندگی میں اہم کردار ادا کرنے کا موقع مل رہا ہے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر داعی الی اللہ اپنے دینی علم میں اضافہ کرے۔سلسلہ کے لٹریچر کو تدبّر کے ساتھ پڑھیں۔ جماعت نے جرمن زبان میں کافی لٹریچر مہیا کر دیا ہے جو تبلیغ کرنے والوں کے لئے بہت کارآمد ثابت ہوگا۔

اس کے بعد شعبہ تبلیغ کی طرف سے وحید احمد خان صاحب نے تبلیغ میں حکمت کی اہمیت پر تقریر کی اور حضرت مصلح موعودؓ کے حکمت سے متعلق ارشادات بیان کئے۔ نمازوں کے وقفہ اور دوپہر کے کھانے کے بعد مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب سیکرٹری تبلیغ جرمنی کے ساتھ ایک نشست ہوئی جس میں داعیان الی اللہ نے اپنے تجربات کی روشنی میں سوالات کے جوابات حاصل کئے۔ لائحہ عمل کے طور پر مستقبل میں تبلیغی نشستوں وسیمینارز کی تیاری کے لئے ضروری ہدایات دیں۔تبلیغی سٹالز کی نوعیت اور وہاں رکھے جانے والے لٹریچر سے آگاہی دی گئی۔ورکشاپ کے آخری سیشن سے مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے خطاب کیا۔آپ نے تبلیغ کی ضرورت واہمیت بیان کرنے کے علاوہ سابق مبلغین کے تبلیغی واقعات بیان کئے اور حاضرین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔اس اہم اور کامیاب تبلیغی ورکشاپ کا اختتام اجتماعی دعا سے ہوا۔

ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ

صوبہ تھیورنگن کے انتخابات اور جرمنی میں سیاسی بھونچال

جرمنی میں اس وقت چھ بڑی جماعتیں سیاسی افق پر چھائی ہوئی ہیں۔ دائیں بازو کی قدامت پسند پارٹیاں علی الترتیب لبرل FDP، کنزرویٹیو CDU/CSU جبکہ فاشسٹ خیالات رکھنے والی پارٹی AfD ہیں۔ ان کے مقابل پر بائیں بازو کی جماعتیں گرین Grüne، سوشل ڈیموکریٹک SPD اور لیفٹ پارٹی یعنی Linke ہیں۔

AfD غیر ملکیوں، اسائلم سیکرز اور خصوصاً اسلام کے انتہائی خلاف ہے۔ پارٹی کا ایک بڑا حصہ، خصوصاً تھیورنگن کے سرکردہ رہنماء، فاشسٹ خیالات کے مالک ہیں۔ مشرقی جرمنی میں اس پارٹی کو سب سے زیادہ پذیرائی حاصل ہے۔ چنانچہ انتخابات سے پہلے ہی CDU کے بعض رہنماؤں نے حالات کا اندازہ لگاتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ AfD کی مدد کے ساتھ حکومت بنانے میں کچھ حرج نہیں۔

صوبہ کے وزیر اعلیٰ کے انتخاب کے لئے دو مرتبہ ووٹنگ ہوئی مگر کسی پارٹی کے امیدوار کو واضح اکثریت حاصل نہ ہوسکی۔ تیسری مرتبہ انتخاب کے لئے ووٹنگ ہوئی تو AFD نے اپنا امیدوار تو کھڑا کیا مگر عیّاری سے کام لیتے ہوئے ووٹ FDP کے امیدوار کو ڈال دیئے۔

یوں FDP کا یہ امیدوار FDP، AfD اور CDU کے مجموعی ووٹوں سے ایک ووٹ کی برتری حاصل کر کے وزیرِ اعلیٰ بننے میں کامیاب تو ہو گیا مگر ان سیاسی داؤ پیچ اور چالاکیوں نے ایک ایسے سیاسی بحران کو جنم دیا جس سے پورا ملک خصوصاً CDU متاثر ہوئی۔ FDP کے امیدوار Kemmerichs نے فاشسٹ پارٹی کی چالاکیوں اور مدد سے جیتا ہوا یہ انتخاب قبول بھی کر لیا اور یوں وزیر اعلیٰ بن گئے۔ یہ پہلی غلطی تھی۔ اس پر جرمنی بھر میں شدید ردعمل ہوا اور مختلف شہروں میں عوام نے مظاہرے شروع کر دیئے کہ فاشسٹ پارٹی کی حمایت سے بننے والی حکومت قابل قبول نہیں۔ خود CDU کی قومی قیادت جو کہ عالمی سطح پر بھی ایک پہچان رکھتی ہے اور مغربی جرمنی میں اس کے ووٹر جو فاشسٹ پارٹی کے ساتھ کسی قسم کا تعاون کرنے کے حق میں نہیں، وہ اس فیصلہ کے خلاف ہیں۔

صوبہ تھیورنگن کی FDP نے اب دوسری غلطی کرتے ہوئے اس انتخاب پر اصرار شروع کر دیا کہ ہم نے تو AfD کو تعاون کے لئے نہیں کہا تھا۔ لہٰذا وزیر اعلیٰ جمہوری طریق پر منتخب ہو گیا ہے اور اب یہی وزیر اعلیٰ رہے گا۔ اس دوران معلوم ہوا کہ AfD دو ماہ پہلے ہی انہیں خط لکھ چکی تھی کہ اگر آپ امیگریشن اور اسائلم جیسے معاملات میں ہمارے ساتھ تعاون کریں تو ہم آپ کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ FDP کے مرکزی صدر نے اس انتخاب سے دو دن پہلے ہی صوبائی پارٹی کو اجازت دے دی تھی کہ ایسی صورتحال میں انتخاب قبول کر لیا جائے۔ پھر CDU کی وفاقی صدر صاحبہ نے بھی چونکا دینے والا انکشاف کیا کہ ہم FDP کو خبردار کر چکے تھے کہ AfD کی جانب سے ایسا کھیل کھیلا جا سکتا ہے اس لئے اس چال سے محتاط رہیں۔ چنانچہ CDU کی وفاقی قیادت نے مطالبہ کیا کہ تھیورنگن کا نومنتخب وزیر اعلیٰ استعفیٰ دے۔ لیکن تھیورنگن کی صوبائی CDU نے وفاقی قیادت کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ تیسری غلطی تھی۔ اس کے نتیجہ میں پارٹی کے اندر دو دھڑے بن گئے۔ پارٹ کی مرکزی صدر A.K.K. صاحبہ خود تھیورنگن تشریف لے گئیں مگر ساری رات کے مذاکرات کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

اس دوران عوام، سیاسی پارٹیوں، دانشوروں اور میڈیا کی طرف سے اس قدر دباؤ بڑھا کہ نومنتخب وزیر اعلیٰ صاحب کو استعفا دینا پڑا! اب یہ سوال پیدا ہوا کہ آگے کیا کرنا ہے؟ اس مسئلہ کا ایک حل نئے انتخابات ہیں۔ تاہم FDP اور CDU اپنی حماقتوں کی بناء پر جانتی ہیں کہ نئے انتخابات کا مطلب مزید سیٹیں کھونا ہے۔ بلکہ FDP، جو کہ محض 73 ووٹوں کی وجہ سے صوبائی اسمبلی میں آئی ہے، کے متعلق تو قوی امکان ہے کہ تمام نشستیں کھودے گی اور یوں اسمبلی سے باہر ہوجائے گی کیونکہ اسمبلی میں رہنے کے لئے کم از کم پانچ فیصد سیٹیں حاصل کرنا ضروری ہیں۔ اس وجہ سے وہ نئے انتخابات کروانے کے حق میں نہیں۔

دوسری طرف چانسلر میرکل صاحبہ نے مشرقی جرمنی کے لئے وفاقی حکومت کے نمائندہ کو، جو CDU کے اہم عہدیدار بھی ہیں، اس مسئلہ پر AfD کے ساتھ تعاون کرنے کے حق میں بیان دینے پر برخاست کردیا۔ اس پر صوبہ تھیورنگن کی CDU نے مطالبہ کیا کہ اگر ہمارا تائید یافتہ امیدوار وزیر اعلیٰ نہیں بن سکا، تو لیفٹ پارٹی کا امیدوار بھی ہمیں قبول نہیں۔ AfD اگر انتہا پسند ہے تو لیفٹ پارٹی دوسری انتہاء ہے۔ یہ چوتھی غلطی تھی۔ مختلف پارٹیوں اور دانشوروں نے اس بات کی سخت مذمت کی کہ نازی اور فاشسٹ خیالات والی پارٹی کا موازنہ لیفٹ پارٹی کے ساتھ کیا جارہا ہے۔ خصوصاً اس پس منظر میں کہ صوبہ تھیورنگن کے Ramelow صاحب (جو صوبائی لیفٹ پارٹی کے صدر بھی ہیں) بطور وزیر اعلیٰ اپنی کارکردگی سے ثابت کرچکے ہیں کہ وہ ایک معقول انسان ہیں اور صوبہ کے 70 فیصد لوگ ان کے کام سے مطمئن ہیں۔ آخر کار اپنی بے وقعتی دیکھ کر CDU کی وفاقی صدر A.K.K صاحبہ نے بھی پارٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔

CDU کا نیا امتحان

نتیجتاً یہ کہ اب صوبہ تھیورنگن کے ساتھ ساتھ وفاقی سطح پر بھی CDU میں پارٹی صدارت کا سوال بڑی شدت سے ابھرا ہے۔ چانسلر میرکل صاحبہ 2016ء میں پناہ گزینوں کے لئے جرمنی کی سرحدیں کھولنے کے فیصلہ کی بناء پر پارٹی کے اندر شدید تنقید کا شکار ہوگئی تھیں۔ اس کے بعد انہوں نے اعلان کردیا تھا کہ وہ آئندہ چانسلر کا انتخاب نہیں لڑیں گی۔ اسی طرح انہوں نے پارٹی صدارت بھی چھوڑ دی تھی۔ ان کی جگہ ان کی قریبی دوست A.K.K صاحبہ صدر بنیں تھیں اور اب وہ بھی مستعفی ہوگئی ہیں۔

اس وقت پارٹی میں دو بڑے دھڑے بن چکے ہیں۔ وہ لوگ جو کہ مائگریشن، اسلام، اسائلم وغیرہ امور میں سخت موقف رکھتے ہیں اور چانسلر صاحبہ کی پالیسیوں کو پارٹی کی موجودہ صورتحال کا ذمہ دار سمجھتے ہیں اپنا گروپ "اقدار کے حامی" کی تنظیم کے نام سے منظم کرچکے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ پناہ گزینوں کی بڑی تعداد اور ان میں مسلمانوں کے زیادہ تناسب، اور ان کے جرمنی میں جرائم، خصوصاً عورتوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات، کے نتیجہ میں ہی AfD کو مضبوط ہونے کا موقع ملا ہے۔ اگر CDU ان امور میں سخت پالیسی اپنالے تو اپنے کھوئے ہوئے ووٹر، جن کی اکثریت AfD کی طرف چلی گئی ہے، کو واپس لا سکتی ہے۔ یہ لوگ درحقیقت AfD کے نہایت قریب ہیں بلکہ ان کے بعض اعلیٰ عہدیدار AfD کی مالی امداد بھی کرتے رہے ہیں۔ اس تنظیم میں باقاعدہ طور پر شامل ہوئے بغیر پارٹی میں چانسلر صاحبہ کے دیرینہ حریف، Friedrich Merz صاحب، نے دوبارہ اہمیت حاصل کرنا شروع کردی ہے۔ یہ کچھ عرصہ سے امیگریشن، مسلمانوں وغیرہ کے متعلق سخت بیانات دے رہے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ انہیں چانسلر کے امیدوار کے طور پر "اقدار کے حامی" کی تنظیم کی حمایت حاصل ہوگی۔ جبکہ دوسرا دھڑا چانسلر صاحبہ کا طرفدار ہے اور ان کے 2016ء کے فیصلوں کو درست سمجھتا ہے۔ یہ لوگ روایت پسندی کے ساتھ ساتھ پارٹی کی سیاست کو معتدل رکھنا چاہتے ہیں۔ آئندہ سال جرمنی میں پانچ صوبوں کے علاوہ وفاقی انتخابات بھی ہیں۔ چنانچہ پارٹی کے پاس نئی قیادت سامنے لانے کے لئے بہت کم وقت ہے۔ میرکل صاحبہ کے سیاست سے عملاً الگ ہوجانے کی وجہ سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اسے پُر کرنے کی دوڑ شروع ہوچکی ہے اور اس میں دن بدن تیزی آرہی ہے۔ CDU کا وفاقی سطح پر امتحان شروع ہوچکا ہے۔ پارٹی کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس کا آئندہ رخ کیا ہوگا؟ کیا چانسلر میرکل کی پالیسیوں کو جاری رکھا جائے یا پھر اقدار گروپ کی سرکردگی میں سخت اور شدت پسند پالیسیاں اپنائی جائیں۔

دو مبلغین کے اعزاز میں تقریب

جامعہ احمدیہ جرمنی سے 2017ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کرنے والے دو طالب علموں مکرم عثمان احمد چیمہ اور مکرم انیق احمد صاحب کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر عربی زبان میں اعلیٰ تعلیم کے حصول اور قدیمی درس گاہوں سے استفادہ کرنے کے لئے ایک عرب ملک میں بھجوایا گیا ہے۔ ان دونوں شاہدین کی روانگی سے قبل شعبہ تبلیغ نے ان کے اعزاز میں خصوصی تقریب کا اہتمام مؤرخہ 13 فروری کو بعد از نماز عشاء بیت السبوح میں کیا جس میں عہدیداران وکارکنان جماعت جرمنی مدعو تھے۔ تقریب کی صدارت مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے کی جبکہ اس موقع پر مکرم شمشاد احمد قمر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی، مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب، انچارج عربی ڈیسک اور مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب سیکرٹری تبلیغ جرمنی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور نیک مقصد کے لئے بیرون ملک جانے والے مربیان سلسلہ کے لئے اجتماعی دعا کے بعد سب مہمانوں کی خدمت میں پُر تکلف کھانا پیش کیا گیا۔

مکرم عثمان احمد چیمہ صاحب 1992ء میں بہاولنگر میں پیدا ہوئے اور 2006ء میں والدین کے ہمراہ جرمنی آگئے اور مقامی سکول سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد 2010ء میں جامعہ احمدیہ جرمنی میں داخل ہوئے اور 2017ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ مکرم انیق احمد صاحب کی پیدائش 1992ء میں جرمنی کے شہر Rheinheim میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد 2010ء میں شاہد پاس کرنے کے بعد شعبہ عربی اور Dreieich جماعت میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔

(رپورٹ: مکرم عرفان احمد خان صاحب)

میرے محسن والدین

مکرم ڈاکٹر حافظ فضل الرحمان بشیر صاحب

انچارج احمدیہ میڈیکل سنٹر مورو گورو تنزانیہ

میرے والد مکرم و محترم بشیر احمد صاحب شمس ضلع گجرات کے معروف گاؤں سعد اللہ پور میں 1932 میں پیدا ہوئے۔ ہمارے گاؤں میں احمدیت کا پیغام حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ کے ذریعہ پہنچا۔ راجیکی گاؤں سعد اللہ پور سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ میرے دادا مکرم شیر محمد صاحب کے بھائی حضرت مولوی غوث محمد صاحب اہلحدیث کے بہت بڑے عالم اور امام مسجد تھے جو سب سے پہلے مولانا راجیکی صاحبؓ کی تبلیغ سے احمدی ہوئے۔ 'حیاتِ قدسی' میں حضرت مولانا نے تفصیل کے ساتھ یہ ایمان افروز واقعہ تحریر کیا ہے۔ حضرت مولوی غوث محمد صاحب کے قبول احمدیت کے بعد ان کی تبلیغ سے سارا خاندان اور گاؤں کی اکثریت احمدیت کی آغوش میں آ گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دورہ جرمنی 1967ء کے دوران ہمبرگ کے ہوائی مستقر پر استقبال کا منظر

مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب (حضور کو ہار پہناتے ہوئے) اور مکرم بشیر احمد صاحب شمس حضور رحمہ اللہ کا استقبال کر رہے ہیں

والد صاحب تین بہن بھائی تھے۔ آپ کے بڑے بھائی ہمارے تایا محترم اقبال احمد غضنفر صاحب بھی مبلغ سلسلہ تھے۔ دونوں بھائی صغر سنی میں ہی والدین کے سائے سے محروم ہو گئے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی اور پرائمری کے بعد دونوں بھائیوں کو مزید تعلیم کے لئے قادیان بھجوا دیا گیا۔ میٹرک کے بعد زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ مربّی سلسلہ کے طور پر پہلی تقرری دوالمیال پاکستان میں تھی۔ بعد ازاں نائیجیریا اور پھر مغربی جرمنی میں بطور مبلغ کام کیا۔ تین سال جرمنی میں خدمات سرانجام دینے کے بعد 1969ء میں پاکستان واپس آ گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کو معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر فرمایا۔ اس سے قبل بھی آپ کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی عاملہ میں مختلف حیثیتوں میں کام کرنے کا موقع مل چکا تھا۔ والد صاحب انتظامی قابلیت کے مالک تھے۔ فیصلہ کرنے اور اس پر عمل درآمد کروانے کی خاص صلاحیت رکھتے تھے۔ 1973ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آپ کو امیر و مشنری انچارج سیرالیون مقرر فرمایا جہاں آپ نے قریباً ڈیڑھ سال اپنے فرائض سرانجام دیئے۔

والد صاحب کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ ان کی شخصیت میں ایک خاص جاذبیت تھی جو ہر ملنے والے کو گرویدہ بنا لیتی تھی۔ آپ والی بال کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔

والد صاحب عارضہ قلب میں مبتلا تھے مگر بیماری کا بڑی جواں مردی سے مقابلہ کیا۔ دل کی پمپ کرنے کی صلاحیت 30 فیصد تک رہ گئی تھی۔ پیس میکر بھی لگا دیا گیا تھا۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں متعدد بار داخل رہے۔ ایک مرتبہ تو ventilator پر بھی ڈال دیا گیا تھا اور ڈاکٹرز نے نااُمیدی ظاہر کر دی۔ جب ہوش آیا تو اپنے پاؤں پر چل کر واش روم تک گئے۔ آپ نے اپنی قوتِ ارادی کی وجہ سے بارہا شدید بیماری کے حملوں کو شکست دی۔ طبیعت ذرا بہتر ہوتی تو نماز باجماعت کے لئے محلے کی مسجد حلقہ مسرور میں چلے جاتے۔ لیکن بالآخر 2019ء میں بیماری کا ایسا شدید حملہ ہوا کہ مؤرخہ 9 مئی کی صبح طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

والد صاحب کی یادداشت بھی بلا کی تھی۔ زندگی بھر کے واقعات تمام تفصیلات اور جزئیات کے ساتھ تاریخ وار یاد تھے۔ قرآن مجید کا اکثر حصہ حفظ تھا۔ حضرت اقدس

مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور تاریخ احمدیت پر عبور حاصل تھا۔ زندگی بہت منظم طریقے سے گزاری۔

ایک وقت میں آپ پر بڑا ابتلاء آیا مگر اس نہایت تکلیف دہ وقت کو بڑی ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ گزارا۔ اپنے بیوی بچوں کو جماعت اور خلافت کے ساتھ وابستہ رکھا اور ایسے لوگوں کو اپنے قریب نہ آنے دیا جو ایسے موقعوں پر وسوسے پیدا کر کے مزید ابتلاء اور ٹھوکر کا باعث بنتے ہیں۔

اس دور ابتلاء میں مالی تنگی کا بھی سامنا تھا مگر اپنے چاروں بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ چنانچہ دونوں بیٹیوں نے ایم اے تک تعلیم حاصل کی اور دونوں بیٹوں میں سے ایک عزیزم طارق بشیر ریاضی کا پروفیسر ہے جبکہ خاکسار کو میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بطور واقف زندگی کئی دہائیوں سے تنزانیہ کے ایک ہسپتال میں خدمت انسانیت کی توفیق مل رہی ہے، الحمد للہ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی شفقت کرتے ہوئے بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین کی اجازت مرحمت فرمائی اور مسجد مبارک اسلام آباد لندن میں غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھائی۔

میری والدہ صاحبہ

میری والدہ محترمہ استانی زبیدہ بیگم 1928ء میں رجوعہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئیں۔ میرے نانا حکیم غلام حسن مرحوم قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ کی لائبریری کے نگران تھے۔ پارٹیشن کے بعد ربوہ میں خلافت لائبریری کے پہلے مرکزی لائبریرین مقرر ہوئے۔ صاحب رویاء صادقہ وکشوف بزرگ تھے۔ میری والدہ نے 37 سال تک نصرت گرلز سکول ربوہ میں تدریسی فرائض نہایت محنت اور ایمانداری سے ادا کئے۔ بلاشبہ آپ کی تعلیم وتربیت یافتہ شاگرد طالبات ہزاروں کی تعداد میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔

میری والدہ مرحومہ ایک رحم دل، فرض شناس، محنتی اور بے ضرر خاتون تھیں۔ آپ کی ساری عمر تقویٰ وطہارت کے ساتھ زہد وعبادات میں گزری۔ عجز وانکسار، غریبی، مسکینی اور درویشی آپ کی زندگی میں نمایاں طور پر نظر آتے تھے۔

والدہ محترمہ نے میٹرک قادیان سے کیا۔ ربوہ آنے کے تین سال بعد ہمارے نانا کی وفات ہوگئی۔ اس مشکل وقت میں نصرت گرلز سکول میں بطور ٹیچر ملازمت اختیار کی۔ جب ملازمت کے لئے انٹرویو کا دن تھا آپ نے بہت گریہ وزاری سے دعا کی کہ انہیں میٹرک کئے کئی سال گزر گئے ہیں اور شاید انٹرویو ان کے لئے مشکل ہو اس لئے اللہ تعالیٰ ایسا سامان پیدا فرمائے کہ بغیر انٹرویو آپ کی سلیکشن ہوجائے۔ والدہ بتایا کرتی تھیں کہ تمام امیدواروں کے انٹرویو ہوئے مگر آپ کو بغیر انٹرویو کے منتخب کر لیا گیا۔ 1989ء میں 37 سالہ تدریسی فرائض ادا کرنے کے بعد ریٹائر ہوگئیں۔ میرا میٹرک کا امتحان تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے تم امتحان میں اوّل پوزیشن پر آؤ گے۔ جب رزلٹ نکلا تو میں سکول میں پانچویں نمبر پر تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا تم سکول جاکر رزلٹ چیک کرو۔ میں سکول پہنچا تو پتہ چلا کہ میرے نمبر 705/850 ہیں اور میری پانچویں پوزیشن ہے مگر جب نمبروں کی تفصیل پتہ کی تو فزکس کے پرچے میں مجھے 36 نمبر ملے تھے جو کہ ناممکن تھا۔ چنانچہ ہیڈ ماسٹر مکرم عبدالغنی صاحب نے بورڈ سے رابطہ کر کے پتہ کیا تو فزکس کے پیپر میں میرے نمبر 86 تھے جو غلطی سے 36 ٹائپ ہوگئے۔ اس طرح میرے نمبروں میں پچاس کا اضافہ ہوگیا اور کل نمبر 755/850 ہوگئے۔ اس طرح میں نہ صرف سکول میں اول آ گیا بلکہ مجھے سرگودھا بورڈ کی طرف سے سلور میڈل اور قائداعظم ٹیلنٹ سکالرشپ کا بھی حقدار قرار دیا گیا۔

عبادات میں بہت استغراق تھا۔ جب نماز پڑھتیں تو اس قدر انہماک ہوتا کہ لگتا تھا اس مادی دنیا سے قطع تعلق ہوگیا ہے۔ بہت کثرت سے ذکر الٰہی کیا کرتیں۔ میں نے ساری زندگی کبھی نہیں دیکھا کہ آپ خاموش بیٹھی ہوں اور آپ کے ہونٹوں پر ذکر الٰہی کی وجہ سے جنبش نہ ہو رہی ہو۔ خاص طور پر سفر میں بہت التزام سے ذکر الٰہی کرتیں۔ روزوں میں بہت باقاعدگی تھی۔ ربوہ کی شدید گرمیوں میں بھی رمضان کے پورے روزے رکھتیں۔ میں نے کبھی بھی آپ کو روزہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔

بہت مہمان نواز تھیں۔ جب بھی کوئی ملنے کے لئے آتا تو چہرہ خوشی سے کھل اُٹھتا اور ہر ممکن تواضع کرنے کی کوشش کرتیں۔ بہت صابر وشاکر تھیں۔ بہت مشکل حالات بھی ہم نے دیکھے مگر والدہ صاحبہ کی زبان پر کبھی شکوہ نہ آیا۔ جماعت اور خلافت سے بہت محبت اور عقیدت تھی۔ جماعتی چندوں میں بھی بہت باقاعدہ تھیں۔ اوائل عمر میں ہی وصیت کر دی تھی اور ساری عمر تقوی پر قائم رہ کر اس عہد کی حفاظت کی۔ آپ کی شاگرد ساری دنیا میں موجود ہیں اور بہت محبت سے آپ کا ذکر کرتی ہیں۔

محترمہ والدہ صاحبہ پر 2006ء میں فالج کا حملہ ہوا اور ایک سال بستر علالت پر رہنے کے بعد مؤرخہ 17 جولائی 2007ء کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اپنے والدین کا تذکرہ کرتے ہوئے میں یہ لکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میرے ماں باپ کی صحت اور بیماری دونوں وقتوں میں میری بڑی بہن بشریٰ نے ان کی بے حد خدمت کی۔ اپنی طاقت سے بڑھ کر دونوں کا خیال رکھا اور اپنے آپ کو جنت کا حقدار کر لیا۔ میرا سر ہمیشہ شکریہ کے جذبات سے ان کے سامنے جھکا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے آمین۔ اسی طرح میرے چھوٹے بھائی پروفیسر طارق بشیر نے بھی خدمت میں کوئی کمی نہ کی۔ میرے بڑے بہنوئی سید نور المبین شاہ صاحب نے بھی بہت تعاون کیا۔ اسی طرح میرے دوسرے بہنوئی حافظ فضل ربی صاحب استاد جامعہ احمدیہ لندن نے میری والدہ کی طرف سے عمرہ کر کے انہیں ثواب پہنچانے کے لئے اپنا حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ مولیٰ کریم میرے والدین کو جنت الفردوس میں اپنے قرب سے نوازے اور ہم سب بہن بھائیوں پر اپنی برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کھولے، آمین۔

رپورٹ: ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد جرمنی برائے سو مساجد

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِداً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ (الحدیث)

سیمینار شعبہ جائیداد برائے سو مساجد

مؤرخہ 26 جنوری بروز اتوار بیت السبوح فرینکفرٹ میں شعبہ سو مساجد کے زیر اہتمام پہلا سیمینار منعقد ہوا جس میں 66 جماعتوں کے نمائندگان نے شرکت کی۔ سیمینار کا آغاز مکرم مولانا صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج کی سربراہی میں ہوا۔ آپ نے صدران جماعت و نمائندگان کو سو مساجد کی تعمیر اور امام وقت کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے نصائح کیں۔ بعد ازاں خاکسار حافظ مظفر عمران ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد جرمنی برائے سو مساجد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات بابت تعمیر سو مساجد تفصیل سے پیش کیں اور زیر تعمیر مساجد کا جائزہ بھی پیش کیا نیز جماعت احمدیہ جرمنی کی صد سالہ جوبلی 2023ء کی مناسبت سے سو مساجد کی تعمیر کا پلان پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم حماد احمد صاحب (واقف زندگی) انجینئر شعبہ سو مساجد نے مساجد کے لئے قطعہ اراضی کے حصول و تعمیر کے مختلف مراحل کا تعارف جس میں نقشہ کی تیاری، منظوری کا طریق، کنسٹرکشن کا آغاز اور مقامی جماعت کی ذمہ داریاں، پیش کیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کا سیشن بھی ہوا جس میں مکرم امیر صاحب جرمنی بھی شامل ہوئے اور صدران جماعت و نمائندگان کے مساجد کی تعمیر کے حوالہ سے مختلف سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ اسی طرح مکرم راشد ارشد خاں صاحب ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے انکم نے انکم کا جائزہ پیش کیا اور جماعتوں کو نئے ٹارگٹس بھی دیئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ ہذا کے تحت ایک معلوماتی کتابچہ (مسجد: ایک امن کی جگہ) کے عنوان سے تیار کیا گیا تا کہ صدران جماعت جب مقامی شہر کے میئر یا کونسل میں مسجد کی اجازت کی بات کریں تو ان کو یہ کتابچہ بھی دیں تا کہ انہیں ہماری مساجد کا تعارف ہو، اسی طرح صدران جماعت و نمائندگان کے لئے بھی ایک کتابچہ تیار کیا گیا جس میں مساجد کی تعمیر کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور دوسرے ٹیکنیکل امور شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سیمینار میں 200 کے قریب افراد شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کے نیک اثرات ظاہر کرے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنے پیارے آقا سے کئے ہوئے وعدے کو جلد از جلد پورا کر سکیں اور ہم جلد از جلد سو مساجد کی تعمیر مکمل کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ افراد جماعت کی مالی قربانی قبول کرتے ہوئے ان کے مال و نفوس میں برکت ڈالے۔ آمین۔ احباب جماعت کی خدمت میں کارکنان شعبہ سو مساجد کے لئے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔

ضرورت کارکنان

برائے شعبہ سو مساجد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت جرمنی کے مختلف شہروں میں مساجد تعمیر ہو رہی ہیں اور آئندہ چند مہینوں میں مزید مساجد کی تعمیر شروع کرنے کا پروگرام ہے۔ اس ضمن میں شعبہ سو مساجد کو خدمت کا جذبہ رکھنے والے درج ذیل ہنرمند (Fach Handwerker) افراد درکار ہیں:

الیکٹریشن۔ پلمبر

مستری۔ ٹائلیں لگانے والے۔

رنگ و روغن کرنے والے۔ بڑھئی۔

چھت اور کھڑکیوں کی تنصیب کا کام جاننے والے۔

Außen Anlage کا کام جاننے والے

ہمیں ایسی فرموں کے رابطہ نمبر بھی درکار ہیں جن کا کام معیاری ہونے کے ساتھ ساتھ اُجرت بھی مناسب ہو۔ جن احباب کو ایسی فرموں کا تجربہ اور علم ہو ان سے درخواست ہے کہ شعبہ ہذا کو مطلع کریں، جزاکم اللہ۔

دعا کی بھی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلد از جلد سو مساجد کی تعمیر مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(حافظ مظفر عمران۔ ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد)

ڈاکٹر محمد محسن بھٹی
Oberarzt Innere Medizin

کورونا وائرس

چند ہفتہ پہلے ملکِ چین نے اپنا ایک بڑا شہر ووہان دنیا سے لاتعلق کر دیا۔ اس کی وجہ یہاں پھیلنے والا ایک نئی قسم کا وائرس ہے جسے ''کرونا وائرس'' کا نام دیا گیا۔ ماہرین نے اس کا طبی نام SARS-CoV-2 رکھا۔ یہ نیا وائرس دراصل پرانے وائرس سارس اور میرس وائرس جیسا ہی ہے۔ تاہم اس سے ہونے والی بیماری کو COVID-19 کا نام دیا گیا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ یہ ساؤتھ چائنہ سی فوڈ ہول سیل مارکیٹ میں فروخت ہونے والے جنگلی جانوروں سے انسانوں کو لگا ہے۔ اس کی وجہ سے ساری دنیا میں انتہائی درجہ کے احتیاطی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

یہ وائرس پھیپھڑوں کے شدید عارضے کا باعث بنتا ہے اور بیماری کی صورت میں سانس کی تکلیف، کھانسی، نزلہ، گلہ میں خراش اور بخار کی شکایت ہو جاتی ہے۔ کچھ مریض ڈائیریا کی بھی شکایت کرتے ہیں۔ بعض مریضوں کو سانس کی اتنی زیادہ تکلیف ہو جاتی ہے کہ انہیں Ventilator پر لگانا پڑ جاتا ہے بالآخر یہ وائرس نمونیہ پر منتج ہو کر خصوصاً بڑی عمر کے لوگوں یا پہلے سے دیگر بیماریوں میں مبتلا لوگوں کے لئے جان لیوا بھی ثابت ہوتا ہے۔ یہ انسان سے انسان کو ہوا یا تھوک کے ذریعہ سے لگ سکتا ہے۔ کچھ متاثرہ لوگ فوری طور پر تو بیمار نہیں ہوتے تاہم انفیکشن ہونے کے چودہ دن بعد تک بیماری کی علامتیں ظاہر ہو سکتی ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ 'ایک مرتبہ یہ انسانی خلیوں میں داخل ہو جائے تو یہ فوراً اپنے اندر تبدیلی پیدا کر سکتا ہے جس سے یہ زیادہ مؤثر اور زیادہ خطرناک انداز میں منتقل ہو سکتا ہے'۔

بچاؤ کی تدابیر

انفلوائینزا کی طرح دوسروں کی کھانسی، چھینک سے بچیں، مریض سے ایک تا دو میٹر کا فاصلہ رکھیں اور ہاتھ باقاعدگی سے دھوئیں۔

ابھی تک اس وائرس کے خلاف کوئی Vaccination دریافت نہیں ہوئی۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے کورونا وائرس کو پوری دنیا کے لئے صحت کا خطرہ قرار دیتے ہوئے جو اقدامات کرنے کی تجویز دی ہے وہ جرمنی میں پہلے سے ہی کئے جاتے ہیں۔

چین میں 2002ء میں نظام تنفس کو شدید متاثر کرنے والی بیماری (سارس) جو کہ کرونا وائرس کی وجہ سے پھوٹی تھی اس میں 8098 متاثرہ افراد میں سے 774 افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ ویلکم ٹرسٹ نامی ادارے کی ڈاکٹر جوزی گولڈنگ نے کہا 'سارس کی تلخ یادیں آج بھی تازہ ہیں جس کی وجہ سے لوگ بہت خوف زدہ بھی ہیں لیکن اس تجربے کے بعد سے ایسی بیماریوں سے نمٹنے کے لیے ہم زیادہ بہتر طور پر تیار ہیں'۔

تازہ ترین اطلاعات کے مطابق دنیا کے 68 ممالک تک پھیل گیا ہے۔ یورپ کے بعض ممالک میں بھی اس وائرس کے کیسز سامنے آئے ہیں جس کی وجہ سے ہر طرف تشویش کی ایک لہر ہے، خوف کے سائے گھبراہٹ کا باعث بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انسانیت پر رحم فرمائے اور دنیا کو حقیقی امن وسکون عطا فرمائے، آمین۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس وائرس سے محفوظ رہنے کے لئے مندرجہ ذیل نسخہ تجویز فرمایا ہے:

(رپورٹ: شعبہ تربیت جرمنی)

ریفریشر کورس
شعبہ تربیت جرمنی

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ جرمنی کو ماہ ستمبر 2019ء میں جرمنی بھر میں نومنتخب سیکرٹریان تربیت جماعت و حلقہ جات کے ریفریشر کورسز کروانے کی توفیق ملی۔ فاصلوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے مقامی جماعتوں کو چھ بلاکس میں تقسیم کیا گیا۔ ہر جگہ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم سے کیا گیا، اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 15 جولائی 2016ء کا کچھ حصہ جس میں عہدیداران کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے ضروری نصائح تھیں، پروجیکٹر پر دکھایا گیا۔ بعدازاں نیشنل سیکرٹری تربیت جماعت احمدیہ جرمنی نے ریفریشر کورس کے حوالہ سے چند گزارشات پیش کیں۔ پھر تمام سیکرٹریان تربیت سے پوچھا گیا کہ وہ آج کن تربیتی مسائل پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ بعدازاں نیشنل سیکرٹری صاحب تربیت نے عمومی ہدایات برائے سیکرٹریان تربیت تفصیل سے بیان کیں۔ اس کے بعد تمام سیکرٹریان تربیت کو پانچ گروپس میں تقسیم کیا گیا اور ہر ایک گروپ کو تربیتی مسائل پر تبادلہ خیال کرنے کیلئے آدھ گھنٹہ دیا گیا۔ بعدازاں نیشنل سیکرٹری صاحب تربیت نے شعبہ کے تحت ہونے والے تمام کاموں کے بارہ میں تفصیل سے بات کی اور آخر پر حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے، ہر ریفریشر کورس کا دورانیہ تقریباً پانچ گھنٹے رہا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں احسن رنگ میں مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ مختلف مقامات پر ہونے والے ان ریفریشر کورسز کے کوائف حسب ذیل ہیں:

1	یکم ستمبر 2019ء	بیت الرشید، ہمبرگ	L. A Hamburg, Region: Schleswig-Holstein, Niedersachsen, Sachsen- Brandenburg
2	8 ستمبر 2019ء	ناصر باغ گروس گیراؤ	L.A: Gross-Gerau, Mörfelden-Waldorf, Riedstadt, Darmstadt, Rüsselsheim, Wiesbaden Region: Hessen Süd West, Hessen Süd, Taunus
3	15 ستمبر 2019ء	بیت الجامع Offenbach	L.A Offenbach,L.A Frankfurt, L.A Dietzenbach, Region: Hessen Nord, Hessen Mitte, Hessen Süd Ost, Hessen Süd, Taunus
4	21 ستمبر 2019ء	بیت النصر Köln	Region: Nordrhein, Westfalen, Rheinland Pfalz,
5	22 ستمبر 2019ء	مسجد قمر Weil der Stadt	Region: Württemburg, Bayern
6	29 ستمبر 2019ء	مسجد احسان Mannheim	L.A Mannheim, Region: Rheinland Pfalz, Baden, Hessen Süd

حفظ ماتقدم کے لئے:

حفظ تقدم دواؤں کو دو ہفتہ تک باقاعدہ استعمال کر کے اس کے بعد ایک ہفتہ چھوڑ کر ایک ہفتہ استعمال کریں اور 6 ہفتہ تک اسی ترتیب سے دہرائیں۔

پانچ سال سے کم عمر بچوں کو صرف ہفتہ میں ایک بار:

ACONITE 200, ARSENIC ALB 200, GELSEMIUM 200

5 سے 15 سال کے بچوں اور حاملہ خواتین:

(i) ACONITE 200, ARSENIC ALB 200, GELSEMIUM 200

(ii) CHELEDONIUM MAJ-1x

دس قطرے چند گھونٹ پانی میں ملا کر

یہ دونوں دوائیں (i) اور (ii) تین دن کے وقفہ سے باری باری (مثلاً سوموار اور جمعرات کو) ایک ایک خوراک لیں۔

ان کے علاوہ باقی لوگ:

ہفتہ میں دو بار (تین دن کے وقفہ سے) ایک ایک خوراک

ACONITE 200
ARSENIC ALB 200
GELSEMIUM 200

دس قطرے چند گھونٹ پانی میں ملا کر ہفتہ میں تین بار

CHELEDONIUM MAJ-1x

بیماری کی صورت میں:

ایک ہفتہ صبح شام، اس کے بعد ہفتہ میں دو بار

INFLUENZIUM 200
BACILLINUM 200
DIPHTHERINUM 200

دن میں دو سے تین بار

ARNICA 30
BAPTISEA 30
ARSENIC ALB 30
HEAR SULPH 30
NAT. SULPH 30

دس قطرے پانی میں ملا کر دن میں دو بار کھانے کے بعد

CHELEDONIUM MAJ-1x

ایک احمدی کا اعزاز

جرمن حکومت کی روایت ہے کہ سالِ نو کے آغاز پر اہم سماجی، فلاحی خدمت سرانجام دینے والوں کے اعزاز میں صدارتی محل Schloss Bellevue میں ایک وسیع عشائیہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس تقریب میں سیاسی پارٹیوں کے سربراہان و اہم راہنما، مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والی ملک کی نامور شخصیات، غیر ممالک کے سفیران کرام کو مدعو کیا جاتا ہے۔ امسال سال نو کی یہ تقریب 09/ جنوری 2020ء کو ایوان صدر برلن میں منعقد ہوئی۔ جس میں Worms شہر کے احمدی مکرم اسلام الدین صاحب کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس موقع پر صدر مملکت سے ملاقات کے دوران ایک سوال کے جواب میں شیخ اسلام الدین صاحب نے بتایا کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے اور ہم امن کے فروغ کے لئے کام کرتے ہیں۔ اُنہوں نے جنگ سے بچنے اور امن کی ضرورت کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات کا ذکر بھی کیا۔ صدر مملکت نے فوراً کہا کہ ہاں میں جماعت احمدیہ کے کام سے واقف ہوں اور جن لیکچرز کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ مجھے مل چکے ہیں۔ مقامی اخبار Wormser Zeitung اور Nibelungen Kurier نے تصاویر کے ساتھ اس خبر کو جگہ دی۔ تقریب میں انہیں جرمن چانسلر اور پارلیمنٹ کے سپیکر و دیگر سیاسی راہنماؤں سے ملاقات کا موقع بھی میسر آیا۔ موصوف اس وقت مقامی جماعت میں سیکرٹری تبلیغ و سیکرٹری امور خارجیہ کی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔

اس سے قبل 2013ء میں ہمبرگ کے مکرم اعجاز احمد صاحب کو اور 2018ء میں ہائیڈل برگ کے مکرم وسیم احمد بٹ صاحب کو بھی شہر کی انتظامیہ نے ان کی سماجی خدمات کے اعتراف میں جرمن صدر سے متعارف کروایا گیا تھا۔ (عرفان احمد خان)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ 1976ء میں دورہ کے دوران فرانکفرٹ کے میئر مسٹر مارٹن برگ سے ٹاؤن ہال فرانکفرٹ میں گفتگو فرما رہے ہیں۔
اس موقع پر مکرم ہدایت اللہ ہُبش صاحب ترجمانی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

دانش کدۂ ہُبش

Monthly
AKHBAR-E-AHMADIYYA
Germany

VOL 21 | ISSUE 03 | March 2020

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir